بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ یا حبیب

قال اللہ تعالیٰ : قد بینا لکم الآیات ان کنتم تعقلون

ضروری بات

تیرا کھائیں تیرے غلاموں سے الجھیں
ہیں منکر عجب کھانے غرانے والے
رہے گا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ مکمل مناظرہ ہدایت اقبالہ نافع عجالہ باطل واہل باطل کو نیست ونابود کرنے والا مسمی بہ دبوس المقلدین علی رؤوس الشیاطین مصنف علامہ مولانا سید ابوالبرکات سید احمد صاحب مدظلہ العالی سنی حنفی قادری رضوی الوری صدر انجمن حزب الاحناف ہند (قبل از تقسیم) لاہور، جو غرہ شوال ۱۳۴۴ھ کو قلعہ گوجر سنگھ لاہور میں مولوی عبدالمجید سوہدری اور فاضل نوجوان حضرت مولانا مولوی سید ابوالبرکات سید احمد صاحب مدظلہ العالی سنی حنفی قادری رضوی الوری (صدر حزب الاحناف ہند لاہور) کے مابین ہوا جس میں لاہور کے ہزارہا مسلمان اور ہر فرقہ کے کثیر التعداد آدمی شریک تھے۔

اس مناظرہ کو بعینہ نقل کیا گیا ہے تاکہ عوام الناس اہل سنت وجماعت فیض یاب ہوں، اور اپنے مسلک پر پختگی اختیار کریں۔

نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

از اعلیٰ حضرت مولانا امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ

دشمن احمد پہ شدت کیجئے — ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
ذکر ان کا چھیڑئے ہر بات میں — چھیڑنا شیطاں کا عادت کیجئے
مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں — ذکر آیات ولادت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل — یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے
کیجئے چرچا انہیں کا صبح و شام — جان کافر پر قیامت کیجئے
آپ درگاہ خدا میں ہیں وجیہ — ہاں شفاعت بالوجاہت کیجئے
حق تمہیں فرما چکا اپنا حبیب — اب شفاعت بالمحبت کیجئے
اذن کب کا مل چکا اب تو حضور — ہم غریبوں کی شفاعت کیجئے
ملحدوں کا شک نکل جائے حضور — جانب مہ پھر اشارہ کیجئے
شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب — اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے
ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی — عشق کے بدلے عداوت کیجئے
والضحیٰ حجرات الم نشرح سے پھر — مومنو! اتمام حجت کیجئے
بیٹھتے اٹھتے حضور پاک سے — التجاء و استعانت کیجئے
یا رسول اللہ دہائی آپ کی — گوشمال اہل بدعت کیجئے
غوث اعظم آپ سے فریاد ہے — زندہ پھر یہ پاک ملت کیجئے
یا خدا تجھ تک ہے سب کا منتہیٰ — اولیاء کو حکم نصرت کیجئے

میرے آقا حضرت اچھے میاں
ہو رضا اچھا وہ صورت کیجئے!

شجرہ شریف پیران خاندانِ قادریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی بحرمت حضرت سرور دو عالم احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

الٰہی بحرمت حضرت امیر المؤمنین مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

الٰہی بحرمت امام حسن علی جدہ وعلیہ السلام

الٰہی بحرمت حضرت حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت سید عبداللہ محض رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت سید موسیٰ الجون رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت سید داؤد مورث رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت سید یحییٰ زاہد رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت سید موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت سید ابو صالح رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت غوث الاعظم محبوب سبحانی حضرت سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت عبدالرزاق رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت سید شرف الدین قتال رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت سید عبدالوہاب رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت سید بہاء الدین رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت سید عقیل رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت سید شمس الدین صحرائی رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت سید گدا رحمان رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت سید فضیل رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شاہ کمال کیتھلی رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شاہ سکندر رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت امام ربانی محبوب صمدانی شیخ احمد مجدد الف ثانی ؓ

الٰہی بحرمت حضرت ایشاں عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حجۃ اللہ محمد نقشبندی رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت قبلہ عالم خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت ضیاء اللہ نقشبندی رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ المشائخ محبوب خلاق امام الطریق شاہ محمد آفاق ؓ

الٰہی بحرمت حضرت قطب الاقطاب مجدد دوراں سیدنا و مولانا فضل الرحمٰن ؓ

الٰہی بحرمت قبلۂ عالم محدث وقت استاذنا و مولانا حضرت علامہ سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ مد ظلہ العالی

الٰہی بحرمت ایں ہمہ پیران طریقت خویش خاکسار را از مقبولاں خوشگرداں

مناظرہ قلعہ گوجر سنگھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ○ وَعَلَّمَہُ الْبَیَانَ ○ وَاَعْطَاہُ سَمْعًا وَّبَصَرًا وَّعِلْمًا قُرْاٰنَ ○ وَجَعَلَہٗ مَظْھَرَ صِفَاتِ الرَّحْمٰنِ ○ وَلَمْ یَجْعَلْہُ مَعْدُوْمًا بِفَنَاءِ الْاَبْدَانِ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ الْاَتَمَّانِ الْاَکْمَلَانِ ○ عَلَی السَّمِیْعِ الْبَصِیْرِ الْعَلِیْمِ الْخَبِیْرِ الْمَلِکِ الْمُسْتَعَانِ ○ اَلْمَوْلَی الْکَرِیْمِ الرَّءُوْفِ الرَّحِیْمِ الْعَظِیْمِ الشَّانِ ○ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ النَّافِذِ حُکْمُہٗ فِیْ عَوَالِمِ الْاِمْکَانِ ○ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَابْنِہِ الْغَوْثِ الْبَاھِرِ السُّلْطَانِ ○ اَلْحَیِّ الْمُنْعَمِ فِی الْقَبْرِ الْمُکَرَّمِ بِفَضْلِ الْمَنَّانِ ○ وَعَلٰی سَائِرِ اَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ وَعُلَمَاءِ مِلَّتِہٖ اُوْلِی الْعِلْمِ وَالْعِرْفَانِ ○ وَعَلَیْنَا مَعَھُمْ وَبِھِمْ وَلَھُمْ بِاَجَلِیْلِ الْاِحْسَانِ ○ وَجَمِیْلِ الْاِمْتِنَانِ ○

ایک مدت سے اہل قلعہ گوجر سنگھ کو غیر مقلدین اور وہابیہ گروہ نے پریشان کر رکھا تھا اٹھتے بیٹھتے رات دن کی مَیں مَیں تو تو ہوتی رہتی تھی، آخر عمائدین قلعہ گوجر سنگ نے فیصلہ کیا کہ جب ہر وقت مناظرہ مناظرہ کی صدائیں یہ بلند کرتے پھرتے ہیں تو اس قصہ کو طے ہی کیوں نہ کر لیا جائے، آخرش گروہ مخالف کے نمائندوں سے کہہ دیا گیا کہ فضول بک بک اچھی نہیں، اپنے کسی مولوی کو بلا لاؤ۔ وہ اگر مجمع عام میں ہمارے عالم سے فیصلہ کرلے تاکہ حق و باطل کا اظہار عوام پر ہو جائے جب مناظرہ کی سُنی تو گھبرائے آخر دبوچ کر مولوی عبدالمجید کو آمادہ کر لیا، چیلنج مناظرہ اہلسنت کو دے دیا۔ اہل سنت نے فوراً حضرت مولانا ابوالبرکات سے جا کر عرض کی، وہ بطیب خاطر مقام مناظرہ پر رونق افروز ہو گئے۔

عرف عوام میں مناظرہ کو بھی تماشہ سمجھا جاتا ہے، جس کے کان میں ذرا بھنک بھی پہنچ گئی وہ رواں دواں جلسہ گاہ میں موجود ہو گیا، یہی سبب تھا کہ بلا اعلان ہزاروں کا اجتماع ہو گیا دو رویہ باقاعدہ اسٹیج لگی ہوئی تھیں، ہمارے مولانا ایک طرف کی اسٹیج پر اور فریق مخالف کے مناظر دوسری اسٹیج پر تھے۔

قبل اس کے کہ حقیقت مناظرہ ناظرین کے پیش ہو یہ ظاہر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ مناظرہ دو یوم میں ختم ہوا، آٹھ گھنٹہ مناظرہ رہا جب فریق مخالف لاجواب ہو کر غائب و خاسر چلا گیا تو ہم لوگوں نے حضرت مولانا سے عرض کی کہ یہ مناظرہ شائع ہو جائے لیکن مولانا نے فرمایا کہ اس مناظرہ سے حاضرین پر تو حق ظاہر ہو ہی گیا لیکن ان کی کذب گوئی کا اور انتظار کر لو، وہ عنقریب مناظرہ شائع کر کے اپنی فتح اور آپ کی شکست دکھائیں گے، پھر مفصل شائع کر دینا، ہم لوگوں کو سخت بے چینی سے اس مناظرہ کی اشاعت کا شوق تھا مگر مولانا کے حکم سے مجبوراً خاموش بیٹھے تھے کہ یکا یک جمعہ کے روز ہماری نظر سے ایک کتاب گذری جس کا نام "حقیقت مناظرہ ما بین اہلحدیث و مقلدین" تھا، دیکھا تو مولانا کی پیشین گوئی کا ثبوت ملا، اور غیر مقلدین کی دین و دیانت صاف معلوم ہو گئی، کتاب کل شش ورقی، اس کا انقسام اس طرح کہ پہلا صفحہ ٹائٹل سے سیاہ، دوسرا اور اخیر صفحہ اشتہار بازی سے پُر تیسرے اور چوتھے کا آدھا صفحہ تمہید کاذب سے مملو اب بارہ صفحوں میں سے ساڑھے چار صفحوں میں بیکار حشو و زوائد مغلوبہ کی بھرمار تھی اور ساڑھے سات صفحہ میں مختصر مناظرہ جو سراسر کذب کا طومار تھا موجود ملا۔

چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد

خدا کے بندے کو کم از کم چھپواتے وقت یہ تو سوچ لینا چاہئے تھا، کہ اس کذب کا بار کس پر پڑے گا آخر لاہور کے ہزار ہا مسلمان اسے دیکھ کر کیا کہیں گے

لیکن شکم پروری کذب گوئی کا بھلا ہو، تمام امور فراموش کر کے اپنے دل کی پوری کرنے کو بلّی کا نام خوب رکھ کر جو دل میں آیا لکھ ہی مارا۔

اس میں تو شک نہیں کہ گروہ وہابیہ کے پیشواؤں نے مناظرہ کے لئے اپنی اس میٹنگ میں جو مسجد چھپیا نوالی میں انتخاب مناظرہ کی غرض سے منعقد ہوئی تھی اول روپڑی صاحب کو تجویز کیا جو مناظر غیر مقلد ہیں لیکن جب فاضل نوجوان واعظ خوش بیان مولانا ابوالبرکات کے مقابلہ میں جانے سے روپڑے تو بیچارے مولوی عبدالمجید کے سر پر بار گراں ڈالا۔ گویا روپڑی کے مقابلہ میں ان کو بڑا مناظر سمجھا۔ آخر نہ آتے تو کیا کرتے، سوچا تو ضرور ہوگا کہ کسی بہانہ سے پیچھا چھڑالیں لیکن بہت سے پس و پیش ایسے واقع ہوئے ہوں گے جنہوں نے مجبور کر کے میدانِ مناظرہ تک پہنچا ہی دیا قصہ مختصر میدانِ مناظرہ میں شرائط مناظرہ طے کرنے کے لئے عبدالمجید کی ہمت نہ پڑی کہ آتے بلکہ اور صاحب بھیجے گئے۔

آتے ہی کہتے ہیں السلام علیکم ناظرین کرام معاف فرمائیں محض السلام علیکم ہی ہماری فتح یابی کی پہلی دلیل تھی، اس لئے کہ نورِ مجسم، رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ سلام مخصوص فرمایا ہے، مومنین کے لئے، اہلِ اسلام کے واسطے، اور یہ سلام اس جماعت کو کیا گیا جو اُن کے زعم باطل میں مشرک تھے، ظاہر ہے کہ یارسول اللہ کہنا شرک اور مرتکب فعلِ شرک مشرک۔ اس سے ظاہر ہوگیا تھا کہ زبان سے اگرچہ یہ شرک کہہ کر ہم لوگوں کو مشرک کافر بنا رہے ہیں لیکن ان کا ضمیر ان کے خلاف ہے اور ترجمانِ ضمیر زبان ہے، یہی وجہ تھی کہ مجبوراً بے تحاشہ زبان سے مسلمانوں کے لئے السلام علیکم نکل ہی گیا۔

لیکن چونکہ ہمارے نزدیک وہ بوجہ اہانت ذاتِ اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان نہیں، ہماری طرف سے انہیں جواب وعلیکم السلام نہیں ملا، بلکہ ہمارے

مولوی صاحب نے بموجب حکمِ شرع فرمایا: ''وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی ○ کیا جناب مناظر ہیں؟''

لامذہب: جی میں فرستادہ ہوں مناظر صاحب کا کہ شرائط مناظرہ طے کروں۔

مولانا: کیا آپ کے مناظر صاحب میں شرائط طے کرنے کی قابلیت نہیں ہے جو آپ سے استمداد کرتے ہیں؟

لامذہب: اس کی بابت تو آپ جانیں اور وہ میں تو بحیثیت ایلچی کے ہوں۔

مولانا: جب آپ بحیثیت ایلچی ہیں تو مناظرہ کی منظور کردہ شرائط کیونکر مسلم ہوسکیں گی، جائیں انہیں خود لائیں!

لامذہب: اے حضرت! ایلچی نہیں وکیل ہوں، میری منظور کردہ شرائط نہ صرف منظور کریں گے بلکہ انہیں کی منظور کردہ سمجھی جائیں گی۔

مولانا: تو کیا آپ ان سے زیادہ قابل ہیں، وکیل کی مدد کی تب حاجت ہوتی ہے جب مؤکل ناقابل ہو، پھر ناقابل سے مناظرہ کیسا، بہتر ہو کہ آپ سے مناظرہ کیا جائے اور آپ کے مؤکل کی شکست یا نصرت مانی جائے۔

لامذہب: صاحب میں جس کام کے لئے آیا ہوں وہ کر لیجئے (اپنے مؤکل عبدالمجید کی طرف مخاطب ہو کر) مولوی صاحب کہہ دیتا کہ ان کی منظور کردہ شرائط مجھے منظور ہیں۔

عبدالمجید مناظر: اس کی کیا حاجت ہے جب کہ سب کو معلوم ہے کہ یہ میرے فرستادہ ہیں جو شرائط مناظرہ طے کرنے آئے ہیں۔

مولانا: سبحان اللہ! آپ کا یہ حجاب سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ خود ہی کیوں نہ طے فرمالیں۔

مناظر: وقت ضائع نہ کیجئے شرائط طے کیجئے!

مولانا: کس سے کروں آپ سے یا ان سے؟

مناظر: ان سے ہی کیجئے جو ان کے آپ کے درمیان طے ہو جائے گا وہ مجھے منظور ہوگا۔

مولانا: (وکیل طے کنندہ شرائط سے) آپ کا نام؟

وکیل: اس کی کیا ضرورت ہے؟

مولانا: نام بتانے میں کیا نقصان ہے، اگر کسی معاملہ کے افشاء کا خوف ہے تو خیر، ہم روئداد مناظرہ میں وکیل لکھ کر آپ کو ظاہر کر دیں گے (جلسہ کا فرمائشی قہقہہ)

وکیل: شرمندہ سا ہو کر، میرا نام مولوی اسمٰعیل غزنوی ہے۔

مولانا: آپ کے دو نام ہیں مولوی بھی اسماعیل غزنوی بھی؟

وکیل: خیر اور گفتگو مناظر سے کرنا مجھ سے شرائط طے کرلو!

مولانا: متبسم ہو کر، ہاں سب سے اول ایسے ثالث کی ضرورت ہے جو فریقین کے دلائل بخوبی سمجھ سکتا ہو، تاکہ حق و باطل کا انکشاف حاضرین پر مطلع ہو جائے۔

وکیل: بیشک ضرورت ہے، آپ ہی انتخاب فرمائیں۔

مولانا: میرے منتخب کردہ کو شائد آپ پسند نہ کریں، بہتر ہے کہ آپ ہی بتائیں۔

وکیل: نہیں نہیں، آپ ہی بتائیں ہمیں عذر نہ ہوگا۔

مولانا: میری نظر میں اس وقت جناب مولوی محرم علی صاحب چشتی ایڈووکیٹ ہائی کورٹ پنجاب سے بہتر دوسرا شخص نہیں کہ وہ فریقین کے عقائد و دلائل کی سمجھ کے علاوہ وسیع معلومات رکھنے والے ہیں، علاوہ ازیں منصف بھی، معاملہ فہم بھی،

حق شناس بھی۔

وکیل: گردن ہلا کر انکار۔

مولانا: زبان سے فرمائیں ایماء (اشارہ) جلسۂ عام میں غیر معتبر ہوتا ہے

وکیل: جی نہیں، وہ نامنظور ہیں۔

مولانا: اس کا سبب۔

وکیل: سبب کچھ نہیں اور کوئی بتائیں۔

مولانا: میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا میرا انتخاب آپ کو منظور نہ ہوگا، خیر اب آپ کہئے!

وکیل: ڈاکٹر اقبال صاحب کو منظور کیجئے۔

مولانا: یہ مناظرہ ہے یا مشاعرہ، ڈاکٹر اقبال صاحب شاعر ہیں، اس کے لئے ایسے شخص کی ضرورت ہے جو مذہبی معلومات رکھنے والا غیر جانب دار ہو۔

وکیل: وہ بڑے عالم ہیں، ایم اے پی ایچ ڈی بیرسٹرایٹ لاء ہیں۔

مولانا: مجھے معلوم ہے لیکن مذہبی دلائل اور دینی معلومات میں وہ میرے خیال میں مولوی محرم علی چشتی صاحب پر ترجیح نہیں پاسکتے۔

وکیل: اچھا تو مولانا ابوالکلام آزاد کو منظور کیجئے!

مولانا: سبحان اللہ مناظرہ اب، اور ثالث کو کلکتہ سے منتخب کر کے بلایا جارہا ہے، قطع نظر اس کے وہ اسم بامسمٰی آزاد از مذہب ہیں، وہ اپنے ہفتہ وار الہلال میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی نبوت و رسالت سے منکر ہو کر کہہ چکے ہیں کہ وہ کوئی رسول نہ تھے، ایک مصلح و مجدد تھے، لہٰذا ایسے شخص کو، مسلمانوں کے تصفیہ کے لئے حکم بنانے کی اجازت معاف کیجئے آپ کا مذہب دیتا ہوگا، ہمیں اجازت نہیں، اگر ایسے شخص کے منصف بنانے کی شریعت میں اجازت ہوتی تو شردھانند یا حائری کو ہی نہ

منتخب کرتے جو ایک پیغمبر اولوالعزم کی شان میں یوں لکھ رہا ہے۔

الہلال ۲۴ ستمبر ۱۹۱۳ء بعنوان وقائق وحقائق مسیح ناصری کا تذکرہ بیکار ہے،

وہ شریعت موسوی کا ایک مصلح تھا، پر خود کوئی صاحب شریعت نہ تھا، اس کی شان ان مجدودین ملت قدیمہ اسلامیہ کی سی تھی جس کا حسب ارشاد صادق ومصدوق تاریخ اسلام میں ہمیشہ ظہور ہوتا رہا، وہ کوئی شریعت نہیں لایا، اس کے پاس کوئی قانون نہ تھا، وہ خود ہی قانون عشرت موسویہ کا تابع تھا۔

وکیل: وہ بھی نہیں، یہ بھی نہیں، تو پھر آپ فرمادیں۔

مولانا۔ چشتی صاحب کو نہ معلوم آپ کس ڈر سے منظور نہیں کرتے حالانکہ ان کی لیاقت، قابلیت، علمیت سے آپ ہم دونوں واقف ہیں اچھا خیر سید محمد امین شاہ صاحب اندرابی ایڈوکیٹ ہائی کورٹ پنجاب تو منظور ہیں۔

وکیل: جی نہیں، وہ بھی نا منظور۔

مولانا: اچھا مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر ہائی کورٹ تو منظور ہیں؟

وکیل: یہ بھی نا منظور۔

مولانا: اس کا سبب۔

وکیل: سبب کچھ نہیں۔

مولانا: مجمع کی طرف مخاطب ہو کر حضرات اتنا وقت فضول ضائع ہوا اور نتیجہ کچھ نہ نکلا بقول شخصے۔

نتیجہ نہ نکلا پھرے سب سپاہی
یہاں آتے آتے وہاں جاتے جاتے

اب فرمایئے مناظرہ بغیر ثالث کس طرح ہو؟

چودھری عبد الکریم صاحب میونسپل کمشنر ساکن قلعہ گوجر سنگھ نے فرمایا:

"کیا مولانا اصغر علی صاحب روحی کو منظور کرنے میں بھی عذر ہے؟"

مولانا: مجھے ان سے شرف نیاز تو حاصل نہیں لیکن ان کی علمیت قابلیت کا شہرہ سنکر بطیب خاطر منظور کرتا ہوں، بشرطیکہ وکیل وموکل منظور کرتے ہوں۔

وکیل: جی نہیں، روحی صاحب بھی مجھے منظور نہیں۔

مولانا: چیں بجبیں ہو کر، تو صاف کیوں نہیں کہتے کہ مناظرہ ہی منظور نہیں یا اضاعت وقت منظور تھا، (حاضرین مولانا سے)

حضرت جی ساری رات گذر جائے گی اور انہیں نہ منظور کرنا ہے نہ کریں گے ان کا مقصد ہی یہ ہے کہ بلا مناظرہ کئے پیچھا چھوٹ جائے تو ہم اس چیں سے گھر جا کر جو چاہیں لے کر اہل سنت کا فرار اپنا قرار لکھ ماریں۔

آپ اُن سے دعاوی مناظرہ سن کر شروع ہو جائیں، پبلک خود فیصلہ کریں گے، حکم اور ثالث کی کچھ ضرورت نہیں۔

مولانا نے ہاتھ کے اشارہ سے جلسہ کو ساکت کر دیا، وکیل سے فرمایا:

مولانا! فرمائیں پبلک کا فیصلہ منظور ہے یا اس میں بھی قیل وقال نظر بر حال ہے۔

وکیل: پبلک کا فیصلہ تو منظور ہے لیکن اسی جگہ نہیں اپنے گھر جا کر کرلے یہاں خاموش رہے۔

مولانا: اثناء مناظرہ میں خاموش رہ کر اختتام پر اظہار خیال بھی نہ کرے تو فیصلہ کیا ہوا؟

وکیل: آپ کی جماعت بڑی ہے لامحالہ وہ آپ کی موید ہوگی اس لئے عام جلسہ میں عوام کا فیصلہ نا منظور ہے۔

مولانا: متبسم ہو کر، الحمد للہ! شرائط کے ساتھ مناظرہ کا بھی آپ نے

خوب فیصلہ کر دیا ہماری بڑی جماعت تو آپ کو بھی مسلّم ہے، جب آپ ہماری جماعت کو بڑا جان رہے ہیں اور حدیث نبوی کو مان رہے ہیں تو پھر چھوٹی جماعت میں کیوں شامل ہیں؟

حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں؟

اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ O

بڑی جماعت کا اتباع کرو، جو اس سے جدا ہوا جہنم میں پھینک دیا گیا۔

وکیل: میں مناظر نہیں، یہ باتیں مناظر سے کرنا میری بات اگر منظور ہے تو بسم اللہ مناظرہ کر لیجئے ورنہ ہمیں جانے دیجئے!

مولانا: (حاضرین سے) حضرات جانے کی اجازت طلب ہو رہی ہے۔ اب آپ سے میری عرض ہے کہ خاموشی سے مناظرہ سنئے اور حق و باطل کا امتیاز کیجئے ورنہ اب وکیل و مؤکل تشریف لے جانے کی ٹھان رہے ہیں۔

عبدالمجید: جھنجھلا کر میرا نام کیوں لیا جا رہا ہے، میں نے کب جانے کا نام لیا ہے، راست گوئی سے کام لیجئے دروغ بافی اچھی نہیں۔

مولانا: حضرات سن لیا مولوی اسماعیل غزنوی کو عبدالمجید صاحب وکیل تسلیم کر چکے ہیں لیکن ابھی شرائط تو رکھی رہیں پہلے سے ہی حضرت پلٹ گئے...... فرمائشی قہقہے......

ناظرین: حضرت جی گفتگو شروع کیجئے، وقت ضائع ہو رہا ہے، ہم خاموشی سے مناظرہ سنیں گے اور آپ ہی فیصلہ کریں گے۔

رات کے دس بجے یہ معاملہ طے ہوا تو مولانا نے فرمایا کہ اپنے دعوے لکھ کر مجھے عنایت کیجئے تاکہ سلسلہ جواب وسوال شروع ہو۔

چودھری صاحب نے غیر مقلدین کے لکھے ہوئے دعاوی مولانا کو دیئے

ہمارے جلسہ کے صدر باتفاق عامہ حاضرین چودھری عبدالکریم صاحب مقرر ہوئے اور فریق مخالف کے صدر محمد اسماعیل بن عبدالواحد امام مسجد چینیانوالی۔

صدر صاحب نے دس دس منٹ ہر دو فریق کو گفتگو کے لئے دیئے اور پہلی شب کا انتہائی وقت مناظرہ دو (۲) بجے رکھا۔

بعد ازاں چوہدری صاحب نے اسٹیج پر کھڑے ہو کر بغرض تفہیم عوام ایک مختصر تقریر فرمائی اور دعاوی فریق مخالف کے اس طرح سنائے۔

(۱) تقلید شخصی بدعت ہے۔

(۲) یارسول اللہ! کہنے کا قرآن وحدیث میں کوئی ثبوت نہیں۔

(۳) امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہئے۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نہیں، وہ فوت ہو چکے ہیں (معاذ اللہ)

(۵) خدا کے سوا علم غیب کسی کو نہیں۔

(۶) علاقہ نجد وہ نہیں ہے جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی کی ہے۔

وہ اور ہے جہاں محمد بن عبدالوہاب اور ابن سعود پیدا ہوئے یہ چھ دعاوی مندرجہ بالا منجانب اہلحدیث ثابت کئے جائیں گے اور ان کی تردید حنفیہ کی طرف سے کی جائے گی، اور تردید قرآن وحدیث سے کی جائے گی، اہل حدیث یعنی غیر مقلدین قرآن وحدیث کے مقابلہ میں فقہ کے دلائل کو تسلیم نہ کریں گے۔

دستخط غیر مقلدین قلعہ گوجر سنگھ

العبد
ٹھیکیدار عبداللہ ولد میاں جیوا
قلعہ گوجر سنگھ بقلم خود

العبد
حافظ محمد حسین قلعہ گوجر سنگھ کوٹھی نمبر ۵

پھر فرمایا: حضرات یہ وہ مسائل ہیں جن پر بحث ہوگی مہربانی فرما کر نہایت سکون واطمینان سے سکوت کے ساتھ سنیں اثناء مناظرہ میں کسی قسم کی گڑبڑ نہ کی جائے ''نعرہ اللہ اکبر'' ناظرین کی طرف سے بلند ہوا، اور صدر صاحب کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوگئے، اور مولانا کو کاروائی مناظرہ کی اجازت دی ادھر مولانا کھڑے ہوئے اُدھر نعرۂ رسالت ''یارسول اللہ'' بلند ہوا مولانا نے کھڑے ہوکر مناظر غیر مقلدین سے اس طرح گفتگو شروع فرمائی۔

مولانا: چونکہ پہلا مسئلہ متنازع فیہ تقلید شخصی ہے، لہٰذا آپ اپنے دعویٰ کو مدلل وضاحت کے ساتھ بیان کریں!

لامذہب مناظر: (خطبہ پڑھ کر) بھائیو ہمارا دعویٰ ہے کہ سوائے قرآن و حدیث کسی کی تقلید کرنا بدعت ہے، یعنی قرآن وحدیث کے علاوہ کسی کے قول کو بلا دلیل ماننا اس کے پیچھے لگ جانا ناجائز ہے خواہ کسی شخص کی ہی تقلید کرے ناجائز ہے، دیکھو قرآن شریف میں اللہ صاحب فرماتے ہیں:

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰـهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ○

ترجمہ: ٹھہرایا انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو مالک اپنا اللہ کے سوا اور مریم کے بیٹے مسیح کو حالانکہ ان کو تو یہی حکم ہوا ہے کہ ایک مالک کی بندگی کریں، اللہ کے سوا کوئی مالک نہیں، نرالا ہے ان کے شریک بنانے سے۔

حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں کہتے ہیں کہ حضرت عدی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے سنا کہ اس آیت کو پڑھ کر فرماتے تھے کہ اس میں یہ مراد نہیں ہے کہ وہ لوگ اپنے عالموں اور صوفیوں کی پوجا کرتے تھے بلکہ جس چیز کو ان کے عالم اور

درویش حلال کر دیتے اس کو وہ حلال سمجھ لیتے اور جس کو وہ حرام کر دیتے حرام سمجھ لیتے تھے جس طرح اس زمانہ کے حنفی شافعی مالکی حنبلی کہ قرآن وحدیث کے مقابلہ میں ان اماموں کی تقلید کرتے ہیں، سو یہ بدعت ہے، اور حدیث میں ہے:

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَّكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ ☆

اور اس قسم کی آیتیں، حدیثیں بہت ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تقلید شخصی کرنی یا سوائے خدا اور رسول کے کسی کی پیروی کرنی بدعت وناجائز ہے۔

مولانا: (حاضرین کو مخاطب کر کے) حضرات آپ نے سن لیا مولانا کا دعویٰ ہے کہ قرآن اور حدیث کے سوا کسی کی تقلید کرنا بدعت ہے، اور بلا دلیل قرآن وحدیث کسی کے پیچھے لگ جانا ناجائز ہے، خواہ وہ کسی مرتبہ کا ہو تو مولانا کی ساری تقریر کا خلاصہ یہ ہوا کہ جس قدر مقلدین آئمہ اربعہ ہیں عام ازیں کہ وہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متبع اور مقلد ہوں یا امام شافعی کے یا مالک واحمد حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیرو وہ سب مرتکب بدعت ہو کر بدعتی ہوئے اس لئے کہ مقلدین ائمہ اربعہ اپنے امام کی تحقیق پر عامل اور کاربند ہیں تو مولانا کے نزدیک کروڑوں مسلمان جو تقلید ائمہ کر رہے ہیں بدعتی ہوئے اور جو بدعتی ہے وہ فاسق ہوتا ہے اور فاسق کا قول وفعل قابلِ اعتبار نہیں، بنا بریں غوث قطب ائمہ حدیث وغیرہ عقیدۂ مولانا میں فاسق ہیں، دوسری صورت میں لعنت کے مستحق اور اُن کی خیرات عبادت وریاضت، اُن کا صدقہ بیکار، حضور اکرم نور مجسم رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ اَحْدَثَ حَدَثًا اَوْ آوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ عَدْلًا وَّلَا صَرْفًا○

یعنی جس نے بدعت کو جاری کیا یا بدعتی کو ٹھکانہ دیا تو اُس پر خدا کی لعنت

اور تمام فرشتوں کی اور سب انسانوں کی، اللہ نہ اس کے فرض کو قبول کرے نہ نوافل، صدقہ کو۔

غرضیکہ مولانا کے نزدیک مقلدین ائمہ اربعہ بدعتی ملعون ہیں تو ان کے فرائض قبول نہ صدقات مقبول، نیز ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ كُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ ○

ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں۔

تو جب مولانا کے نزدیک تقلید شخصی بدعت وگمراہی ہے تو گویا تقلید ائمہ کرنے والے جملہ مسلمان جہنمی ہیں اعاذنا اللہ تعالیٰ، چنانچہ مولانا نے اپنے دعوے کی دلیل میں حدیث مذکور کو پیش کیا ہے، لہٰذا قبل ازیں کہ میں آیہ متلوۃ مولانا کے متعلق جس کو مولانا نے اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کیا تھا عرض کروں، میں مولانا سے درخواست کرتا ہوں کہ

۱) اوّل تقلید شخصی کی جامع مانع تعریف بیان کریں۔

۲) یہ بھی فرمائیں کہ تقلیدِ مطلق اور مطلق تقلید اور تقلید شخصی میں کیا فرق ہے؟

۳) آپ قرآن وحدیث سمجھنے میں کس مفسر اور محدث کے متبع اور مقلد ہیں؟

۴) بدعت کی کتنی قسمیں ہیں؟

۵) تقلید شخصی جس کو آپ نے بدعت فرمایا ہے ان اقسام سے کونسی قسم ہے؟

لامذہب مناظر: بھائیو! مجھے افسوس ہے کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہوگیا ہوں، میں نے مقلدین کو بدعتی کہا ہے نہ گمراہ اور نہ میں نے اُن کے ناری ہونے کی بابت کوئی جملہ زبان سے نکالا، یہ سب مقرر صاحب کے اپنے الفاظ ہیں، ہماری بات کا جواب تو دیتے نہیں ادھر اُدھر کی لایعنی باتیں کر کے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں اور مناظرہ سے گریز کرنا چاہتے ہیں، ہمارا دعویٰ ہے کہ (تقلید شخصی بدعت ہے) اور

تقلید شخصی کی تعریف شاہ ولی اللہ دہلی والے نے یہ لکھی ہے کہ (بلا دلیل کسی شخصِ معین کی بات مان لینے کو تقلید شخصی کہتے ہیں) اور ہم بھی اسی تعریف کو مانتے ہیں، مقرر صاحب ہماری بات کا جواب دیں، مبحث سے نہ بھاگیں، ہم کہتے ہیں کہ بلا دلیل قرآن وحدیث کسی کے پیچھے لگ جانے کو تقلید کہتے ہیں اور یہ ناجائز وبدعت ہے)

دیکھو قرآن شریف میں صاف فرمایا ہے:

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

جس کی تصریح تفسیر ابن کثیر سے بیان کر چکا ہوں، دوسری جگہ اللہ صاحب فرماتے ہیں:

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰۗؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ○

یعنی کیا ان کے واسطے خدا کے شریک ہیں کہ انہوں نے راہ ڈالی ہے اُن کے واسطے دین کی جس کا حکم اللہ صاحب نے نہیں دیا۔

مسلمانوں اس سے تو تقلید کا ناجائز ہونا دودھ کی طرح ظاہر ہوگیا، لہٰذا اس کی تردید کریں فضول لایعنی گفتگو بیکار ہے۔

مولانا: (جلسہ کی طرف مخاطب ہو کر) حضرات فقیر نے جو کچھ کہا تھا وہ آپ کو یاد ہوگا میں مولانا کی طرح اس کو دُھرا کر وقت خراب کرنا نہیں چاہتا، مولانا کا جواب آپ نے سُن لیا میں نے پانچ سوال تقلید کی بابت کئے لیکن افسوس، جواب ایک کا بھی نہیں اور موقع جواب پر کھڑے بھی ہوئے، تو وہی پہلی کہانی کچھ الفاظ گھٹا بڑھا کر پھر سنا دی۔

دل میں فیصلہ کرلیں کہ بقول مولانا مناظرہ سے میں گریز کرتا ہوں یا کون

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر ایک ماہ نہیں ایک سال بھی اس طرح گذر جائے مولانا میرے سوالات کا جواب نہیں دے سکیں گے، ٹال مٹول بتا کر گھر سدھار جائیں گے، وقت ضائع فرمائیں گے۔

مگر چونکہ مجھے آپ کی تفہیم مقصود ہے لہٰذا میں پھر مولانا سے درخواست کرتا ہوں کہ میری تقریر کو بگوش و ہوش سنیں اور قرآن و حدیث سے منقول جواب دیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ تقلید شخصی بدعت و ناجائز ہے اور تقلید شخصی کی یہ تعریف کرتے ہیں کہ بلا دلیل کسی شخص معین کے قول کو مان لینا تو معلوم ہونا چاہیے کہ حرمت اور عدم جواز صرف ہم لوگوں کے لئے ہے یا مولانا کے لئے بھی یہی حکم ہے اس لئے کہ اوّل سے اب تک دونوں تقریروں میں مولانا خود تقلید شخصی کا قلادہ پہنے ہوئے نظر آتے ہیں جس چاہِ ضلالت سے بزعم خود ہمیں نکالنے تشریف لائے تھے اسی میں خود گرے ہوئے ہیں۔ ؎

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زُلفِ دراز میں
خود آپ اپنے جال میں صیاد پھنس گیا

مولانا پہلی اور دوسری تقریر میں حافظ ابن کثیر کی تقلید سے آیہ کریمہ کی تفسیر کر چکے ہیں اور تقلید کی تعریف حضرت مولانا شاہ ولی اللہ دھلوی علیہ رحمۃ اللہ کی تقلید سے بیان کی ان دونوں صاحبوںؒ کے قول کو بلا قرآن و حدیث مولانا نے مان کر دلیل میں پیش کر دیا شاید اس کو مولانا اپنے لئے تقلید نہ سمجھتے ہوں مگر آپ خود سمجھ لیں کہ یہ تقلید نہیں تو کیا ہے، اگر تقلید نہیں تو بتائیں کہ کس حدیث میں اور کس آیہ کلام اللہ میں حافظ ابن کثیر اور شاہ ولی اللہ دھلوی علیہ الرحمۃ کے قول کو مان لینے کا حکم فرمایا ہے؟ اور وہ بھی بلا دلیل، جلد از جلد فرمائیں کہ فلاں حدیث اور فلاں آیہ قرآنی بتا رہی ہے کہ شاہ صاحب محدث دھلوی اور ابن کثیر جو بتائیں وہ تم بلا دلیل تسلیم کر لینا۔

ہاں ہمارے اور مولانا کی تقلید میں فرق اتنا ضرور ہے کہ ہم سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی جزئیات فقہ میں جن کی تصریح قرآن اور حدیث میں ہمیں نہیں ملتی تقلید کرتے ہیں اور مولانا بات بات میں مقلدوں کی تقلید کا قلادہ پہن لیتے ہیں، حافظ ابن کثیر مقلد ہیں، شاہ صاحب خود مقلد ہیں، علاوہ ازیں جو آیت و حدیث مولانا پیش کریں گے اُس کے متعلق میں بھی سوال کروں گا کہ اس آیت و حدیث کے کلام الٰہی اور فرمانِ رسالت پناہی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہونے کی آپ کے پاس کیا دلیل ہے اور دریافت کروں گا کہ کس حدیث اور آیت سے ثابت ہے کہ جو کچھ امام بخاری اپنی صحیح میں اور امام مسلم اپنی مسلم میں نقل فرمائیں وہ ہماری ہی حدیث ہے تم بلا دلیل اس کو قبول کر لینا۔

اور غیر مقلد پر محض تقلید کرنے سے ایسے سوالات کے لئے میدان ایسا وسیع ملتا ہے کہ قیامت تک سوالات کا سلسلہ ختم نہ ہوگا، چنانچہ جب مولانا بفرض محال اس کی دلیل میں کوئی آیت یا حدیث بیان کریں گے تو اس کی بابت بھی میرا وہی سوال ہوگا جو پہلے ہو چکا ہے تو ایسی صورت میں تسلسل لازم آئے گا، پھر کر کہیں گے کہ اس حدیث کا حدیث ہونا اس سے ثابت اور اُس حدیث کا حدیث ہونا اُس سے ثابت تو دور لازم آئے گا، بہر کیف مولانا کو ہر حدیث کے بابت یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے میرے کان میں خود فرمائی ہے اگرچہ اس کا نام تقلید نہ رکھیں، کچھ اور رکھ لیں تو محض نزاع لفظی باقی رہ جائے گا، مجھے امید ہے کہ مولانا اپنے ضمیر سے مشورہ کر کے انصاف سے اقرار تقلید فرمائیں گے اس لئے کہ یہ اظہر من الشمس بین من الامس ہو چکا ہے کہ بغیر قلادۂ تقلید ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں مل سکتی خدا کرے کہ مولانا کے جواب دیتے وقت انصاف مدد کرے۔

لامذہب: (بڑے جوش سے کھڑے ہو کر) صاحبو! ہم کب کہتے ہیں کہ

تقلید ناجائز ہے۔

لائے اس بت کو التجاء کرکے — کفر ٹوٹا خدا خدا کرکے

ہم تو تقلید شخصی کو بدعت و ناجائز بتاتے ہیں جیسے حنفی کہ سوائے ابو حنیفہ کے اور کسی امام کی تقلید نہیں کرتے، سب اماموں کی اگر تقلید کی جائے تو ہم کب برا کہتے ہیں (مولانا کی طرف مخاطب ہو کر) جناب مقرر صاحب! آپ ہماری بات کا جواب دیجئے ہم دَور و تسلسل کو نہیں جانتے، ہم کہتے ہیں کہ تقلید شخصی بدعت ہے اور ہم بخاری و مسلم کی تقلید نہیں کرتے بلکہ اس کی روایت کو نقل کرتے ہیں، قرآن و حدیث کو خود سمجھتے ہیں۔

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ ۝

تقلید شخصی آپ لوگوں نے چوں کہ دین میں داخل کر رکھی ہے بدیں سبب ہم اسے مردود و بدعت کہتے ہیں آپ ہمارے دلائل کا جواب دیں، دور از کار باتیں نہ بنائیں۔

مولانا: حضرات میں سخت تعجب میں ہوں یا تو میں اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرنے اور مولانا کے دلائل سمجھنے سے قاصر ہوں یا مولانا میرے سوالات سمجھنے سے معذور ہیں، میں حیران ہوں کہ مولانا کو اپنے سوالات کیسے سمجھاؤں اور کس طرح ان کو جواب کی طرف متوجہ کروں اگر میں بھی حسب عادت مولانا ہر مرتبہ اپنے پرانے الفاظ کا اعادہ کرتا رہوں تو بجز اضاعتِ وقت کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ لہٰذا میں پھر مولانا سے گذارش کرتا ہوں کہ خیر اگر چہ آپ میرے سوالات کا جواب دینے سے پہلو تہی کرتے ہیں لیکن مجھے حاضرین کی تفہیم مقصود ہے لہٰذا صاف طور پر پھر عرض کرتا ہوں، حضرات ذرا بغور سنئے! میں کس کس بات کا مولانا سے مطالبہ کروں، آپ کو معلوم ہے شروع سے اب تک مولانا نے میرے سوالات کا کیا جواب دیا؟

(حاضرین کی طرف سے) "کچھ نہیں" علاوہ ازیں مولانا کو اپنے دعوے کے الفاظ تک کا خیال نہیں، نیز یاد نہیں کہ اول میں نے کیا کہا تھا اور اب کیا کہہ گیا، اول تو فرمایا تھا کہ تقلید شخصی ناجائز و بدعت ہے اور دلیل عدم جواز پر آیتیں پیش کیں جس کے لفظی معنوں کو عدم جواز تقلید سے اصلاً تعلق نہیں، لفظی سنئے تو صرف آیت کے اس قدر تھے کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے عالموں درویشوں اور سیدنا مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کو رب یعنی پروردگار بنالیا حالانکہ ان کو بجز ایک وحدہٗ لاشریک کے کسی کی پرستش کا حکم نہیں کیا گیا، آپ ہی اپنے دلوں میں انصاف کرلیں کہ دعویٰ تو تقلید کے عدم جواز اور بدعت ہونے کا کیا اور دلیل میں غیر اللہ کی عبادت پر ممانعت کی آیت پیش کی، پھر آیت کو اپنے موافق بنانے کے لئے ابن کثیر کی تفسیر بروایت حضرت عدی بیان کی، جس کا روایت ہونا حافظ ابن کثیر کے قول کو مان لینے پر موقوف ہے۔

لہٰذا مولانا خود بلا دلیل قرآن و حدیث قول ابن کثیر کو مان کر مرتکب فعل بدعت ہو کر مقلد ہوگئے، کیونکہ مولانا ابن کثیر کی بات بلا دلیل قرآن و حدیث مان لینا کس آیت یا حدیث سے ثابت ہے کیا آپ نے اس روایت کو بلا دلیل قرآن و حدیث حافظ ابن کثیر کے کہنے سے نہیں مانا، اب علاوہ گذشتہ مطالبات کے یہ سوالات آپ پر اور عائد ہوتے ہیں۔

۱) عدم جواز سے آپ کی کیا مراد ہے، کیونکہ ناجائز کا اطلاق شرک، کفر، حرام، مکروہ، بدعت، اسائت پر ہوتا ہے۔

۲) پس تقلید شخصی ان میں سے کس قسم میں داخل ہے؟ اگر شرک ہے تو آپ اپنے منہ مشرک بنتے ہیں، اگر کفر ہے تو کافر، حرام ہے تو مرتکب حرام ہو کر فاسق، اگر مکروہ یا اسائت کے درجہ میں ہے تو مرتکب فعل مکروہ۔

۳) جناب والا یہ کیا دیانت ہے کہ ہمیں تو اماموں کی تقلید سے چھڑایا جاتا

ہے اور خود بدولت مقلدین کی تقلید کرتے پھرتے ہیں، شاید مقلدین کی تقلید کا ثبوت
قرآن میں ہوگا، اگر ہے تو براہ کرم فرما دیجئے ورنہ علانیہ نہ سہی چپکے سے ہی کہہ دیجئے
کہ یہ محض سخن پروری تھی، ورنہ تقلید ائمہ نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔

دیکھئے قرآن پاک میں حضرت عزت جل مجدہٗ ارشاد فرماتا ہے:

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ○

اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے دریافت کرلو!

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جن اُمور کا ہمیں قرآن پاک و حدیث
سید لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صراحۃً کوئی ثبوت نہیں ملتا اُن میں ہم اہل ذکر
سے دریافت کرلیں اور ان کے اقوال کو بلا چون وچرا تسلیم کرلیں، جیسے مولانا نے ابن
کثیر کی روایت کو بلا چون وچرا، ابن کثیر کی تقلید کر کے تسلیم ..... اے توبہ نہیں نہیں بلکہ
نقل کردیا، دوسرے حق سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا○

ترجمہ: جو ہمارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عطا فرمائیں اُس کو لے لو اور
جس چیز سے منع فرمائیں باز رہو۔

خذوا اور انتھوا دونوں صیغہ امر ہیں جو بقواعد اصول وجوب پر دلالت
کرتے ہیں، اس آیت کریمہ میں اس امر کی کچھ تخصیص نہیں کہ خوب چھان بین کر
قرآن سے دلیل طلب کر کے حضور کا قول وفعل قبول کرو۔ بلکہ مطلق ارشاد فرمایا کہ جو
کچھ دیں بلا پس وپیش لے لو اور جس سے منع فرمائیں بلا چون وچرا اس باز رہو، کیوں
مولانا اس آیت سے وجوب تقلید شخصی پر کافی روشنی پڑتی ہے یا نہیں! اگر ایک سے تسلی
نہیں ہوئی تو اور لیجئے جناب باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ○

اللہ کی اطاعت کرو اُس کے رسول کی اطاعت کرو اور اولوالامر کی پیروی
کرو جو تم میں سے ہوں۔

اس آیت کریمہ میں تین حکم ہیں:

۱) اطاعت الٰہی: دوم) غلامی رسالت پناہی، سوم): پیروئے امراء اسلام،
علماء عظام، مجتہدین کرام، اب میں مولانا سے دریافت کرتا ہوں، کہ خدا کی اطاعت کا
طریقہ ہمیں کس نے بتایا؟ کس کے فرمانے سے ہم اطاعت الٰہی کرنے لگے؟ لامحالہ
کہیں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ پھر یہ سوال پیدا ہوگا کہ حضور کو ہم سے پردہ
فرمائے تیرہ سو چوالیس (اب چودہ سو چونتیس) سال ہو چکے اور یہ ظاہر ہے کہ ہماری عمر
اتنی نہیں کہ ہم نے زمانہ باکرامت رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم پایا ہو تو حضور کی
اطاعت ہم نے کس کی تقلید سے کی، طریقہ اطاعت الٰہی اوّلاً واصالتاً صحابہ کرام نے
حضور سے سیکھا۔ حضور کے قول وفعل کو بلا دلیل تقلید شخصی کر کے صحابہ نے مانا، تابعین
نے صحابہ کی تقلید کر کے بلا دلیل وہ طریقہ تعلیم پایا، یوں ہی ہر طبقہ اور زمانہ میں خلف
اپنے سلف کی تقلید کرتے چلے آئے اسی کا نام تقلید شخصی ہے، اس کا ثبوت یہ ہے کہ جس
چیز کو حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خدا کا حکم ہے، صحابہ نے بلا کسی
اعتراض کے مان لیا، تابعین نے صحابہ سے اسی طرح گوش قبول سے سُن کر منظور کرلیا،
علی ہذا القیاس اِن کا قول اِن کے خلف یونہی مانتے رہے حتیٰ کہ ہم تک یوں ہی سلسلہ
چلا آرہا ہے اور اس کے بغیر کسی فرد وبشر کو چارہ نہیں، ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ تقلید تو کریں
لیکن حسب قول مولانا اس کا نام کچھ اور رکھیں۔

۲) میں دریافت کرتا ہوں کہ آپ بخاری ومسلم کی احادیث اکثر پیش
کرتے ہیں، کیا یہ احادیث بلا واسطہ بغیر تقلید شخصی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ تک
پہنچ چکی ہیں، ظاہر ہے کہ آپ تک تو کیا آپ کے باپ کے دادا تک بھی

پانچنا محال درمحال ہے بلکہ ان احادیث کا حدیث ہونا ہی آپ تقلید بخاری اور مسلم سے تسلیم کر رہے ہیں۔

اور اس تقلید کی تعلیم تو خود حضور پُرنُور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی چنانچہ جب صحابہ نے دریافت کیا کہ حضور آپ کے بعد ہم کس کی اقتداء کریں تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

اِقْتَدُوْا بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ اَوْ کَمَا قَالَ۔

نیز فرمایا:

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اهْتَدَیْتُمْ

اور فرمایا:

لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَةِ فَاِذَا رَاَیْتُمُ اخْتِلَافًا فَعَلَیْکُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ فَاِنَّهُ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ○

اور ارشاد ہوا:

عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ○ عَضُّوْا عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِذِ○

فرمائیں یہ کس طرح معلوم ہوا کہ یہ حضور کی سنت ہے اور یہ امر حضور کے خلاف؟ جب تک کہ تقلید کا قلادہ نہ پہنیں، اور ان کی پیروی نہ کریں جنہوں نے اپنی عمر قرآن وحدیث کی خدمت میں وقف کر دی تھی۔

مولانا کوری حدیث اور آیت پڑھ دینا اور بات ہے اور اس کی سند حضور تک پہنچانا امر آخر ہے، ہم تو جب آپ کو غیر مقلد جانیں کہ بغیر کسی امام ومحدث کے بتائے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث اخذ کریں، اب ہمت ہے تو جواب دیجئے ورنہ آج سے تقلید شخصی کو بدعت کہنے سے توبہ کیجئے!

اور سنئے جو تعریف تقلید کی آپ نے بیان فرمائی ہے اُس کے لحاظ سے

تو آپ پیدا ہونے کے وقت سے اس وقت تک برابر ہر آن، ہر لحظہ، ہر دقیقہ تقلید شخصی میں گرفتار ہیں، جناب کو یاد ہوگا جب کہ آپ نجاست میں سنا ہوا ہاتھ منہ کی طرف بجاتے تھے اور والدین کی تقلید سے اس کو نجس اور بُری چیز جاننے لگے تھے، اس وقت دلیل قرآن وحدیث کا مطالبہ کیوں نہ کیا، پھر جب کہ آپ کے والدین نے آپ کو مکتب میں اُستاد کے آگے زانوئے ادب طے کرانے بٹھایا تھا، اُس وقت استاد کی اس تعلیم پر کہ لمبا خط الف ہے دلیل قرآن وحدیث نہ مانگی، مارے ڈر کے چپ چاپ الف ہونا، اُس خط کا ایسا مانا کہ آج تک کان نہیں پھڑ پھڑاتے، جانے دیجئے آج ہی کوئی دلیل قرآن وحدیث سے پیش کر دیجئے کہ لمبے خط کو اللہ نے الف فرمایا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، پھر ب، پ، ت، ٹ، کی دلیلیں اسی طرح قرآن وحدیث سے لائیں، قطع نظر اس کے عربی کا ترجمہ اُردو میں جو کیا گیا اور اسے آپ نے مان لیا تو بصورت عدم جواز تقلید اس پر دلیل لائیں ورنہ یہ تقلید نہیں تو کیا ہے؟! اب خدارا سوچ سمجھ کر میرے گذشتہ مطالبات کا نیز اس تقریر کا مفصل مدلل جواب دیجئے یا تسلیم کیجئے!

لامذہب: بھائیو! مولوی صاحب لوٹ پھیر کر ادھر اُدھر کی باتیں کر دیتے ہیں، ہماری آیت اور حدیث کا جواب نہیں دیتے، تو کیوں نہیں کہہ دیتے کہ ہمارے پاس جواب نہیں، یا تقلید شخصی کو ثابت کریں جو ہمارا دعوی ہے۔

ہم کب کہتے ہیں کہ تقلید ناجائز ہے، ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ایک کی تقلید ضروری ولازمی سمجھ لینا بے انصافی ہے، ہم کہتے ہیں کہ سب کی تقلید کرو، ایک امام معین کی تقلید جس کو تقلید شخصی کہتے ہیں بدعت ہے، چنانچہ اس کا بدعت ہونا قرآن سے ثابت ہے اللہ صاحب فرماتے ہیں:

اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ

مَرْیَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوْٓا اِلٰـهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝

(آگے وہی حافظ ابن کثیر کی تفسیر بیان فرما کر خاموش ہو گئے)

مولانا: حضرات مبارک ہو مولانا نے تقلید کو مان لیا لیکن فرماتے ہیں سب کی تقلید کرو، ایک کی تقلید کرنا بدعت۔

زبان پر نام لینے سے زبان وہ کاٹ دیتے ہیں
غضب ہوتا اگر اظہار الفت ان سے ہم کرتے ہیں

عجب تماشہ ہے، ایک سے زنا کرنا حرام سب سے اگر زنا کرو جائز ہے ایک کی بیوی حرام سب کی چوری جائز، ایک جھوٹ حرام، ہمیشہ جھوٹ بولنا جائز، ایک وقت کی نماز چھوڑنا حرام سب وقت کی نماز چھوڑنا جائز، جیسے مولانا نے کہا ایک کی تقلید ناجائز و بدعت سب کی تقلید کرو تو جائز ہے، حضرات خدارا انصاف، ایک کی تقلید نے تو یہ نوبت پہنچائی کہ مولانا کے زعم میں بدعتی ٹھہرے اور جب سب کی تقلید کرنے لگیں گے تو نہ معلوم کیا ہو جائیں گے، ایسے مذہب کو ہمارا تو سلام ہے (آواز قہقہہ سامعین کی طرف سے) لیکن ایک بات سمجھ میں آئی آخر مولانا جاہل تو ہیں نہیں، ایک علمی بات کہہ گئے ہیں، شاید مولانا کا یہ مقصد ہے کہ مطلق تقلید جائز ہے اور تقلید شخصی بدعت کیوں مولانا یہی مقصد ہے نا؟

لامذہب: (گردن ہلا کر) جی ہاں!

مولانا: جب صورت یہ ہے تو اب علمی بحث کے لحاظ سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے، کہ مطلق ضمن مقید میں ہی ہو کر پایا جاتا ہے، یا بلا مقید بھی مطلق کا تحقق ہو سکتا ہے۔

لامذہب: (جواب کچھ نہیں) (بعد قدرے سکوت کے)

مولانا: جواب کے لئے سکوت ہے، خیر حضرات آپ اچھی طرح سمجھ چکے

ہوں گے، کہ یہ سکوت بتا رہا ہے کہ مولانا اعلانیہ اقرار کرنا پسند نہیں فرماتے، عوام کے پردہ میں اپنی بات رکھنے کو سب کی تقلید جائز، ایک کی تقلید حرام فرما چکے ہیں۔

مگر آپ لوگوں کے سمجھانے کے لئے مناسب سمجھتا ہوں کہ چند آیتیں اور پڑھوں جن سے تقلید شخصی کا کافی ثبوت ملتا ہے، اگرچہ اب ضرورت تو نہیں ہے، سنئے

(جلسہ کی طرف سے جزاک اللہ، جزاک اللہ کا شور)

مولا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ۝ (لقمان/۱۵)

یعنی پیروی کر اس کی جو میری طرف رجوع کرتے ہیں۔

اس آیت میں اُن لوگوں کی اتباع اور تقلید کا حکم کیا جا رہا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رجوع لانے والے بندے ہیں، اگرچہ شان نزول اس کا خاص ہے، اطاعت صحابہ کرام یا خلفاء عظام میں لیکن حکم عام ہے، لہٰذا ہم سب آیت کریمہ کے مامور ہیں۔

اس سے واضح روشن لائح طور پر فرمایا کہ سب کو فقاہت یعنی حق اجتہاد حاصل کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ تم میں سے جو زیور فقاہت سے آراستہ ہو جائے، اس کی پیروی تم پر لازم ہے، کما قال تعالیٰ:

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا كَآفَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَیْهِمْ لَعَلَّهُمْ یَحْذَرُوْنَ ۝ (۱۲۲/التوبۃ)

یعنی تمام مسلمان تو باہر جانے سے رہے، تو پھر ہر گروہ میں سے تھوڑے آدمی کیوں نہیں سفر کرتے کہ دین میں سمجھ یعنی قوت اجتہاد حاصل کریں اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈرائیں تاکہ وہ خدا کی نافرمانی سے بچیں۔

اس آیت نے صاف ظاہر کردیا کہ ہر قوم میں چند لوگ ایسے ہونے چاہئیں جو اپنی قوت اجتہاد سے مسائل کا استخراج کریں تاکہ جو لوگ قوت اجتہاد نہیں رکھتے وہ مسائل کی تعلیم ان کی تقلید سے حاصل کر کے خدا کی نافرمانیوں سے بچیں۔

چنانچہ انہیں مجتہدین میں سے ہمارے امام ہمام ابوحنیفہ نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کی ہم سب پیروی کر رہے ہیں، اب دوسری ایک اور آیت ہے سُن لیجئے جو ان مجتہدین کی تقلید چھوڑنے والوں کے لئے فرمائی گئی:

۱ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝ (النساء/ ۱۱۵)

یعنی جو لوگ رءوف ورحیم نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی مخالفت کریں، بعد اظہار ہدایت کے، اور پیروی وتقلید کریں، مومنوں کے راستہ کے سوا دوسرے راستے کی تو پھیر دیں گے ہم اُن کو اس طرف جس طرف وہ پھرے تھے اور پہنچادیں گے جہنم میں جو برا ٹھکانا ہے۔

مولانا: اگر ہمت ہے تو جواب دیں، ورنہ اعلانیہ تسلیم نہیں تو سکوت معرض بیان میں آ کر جناب کے اعتراف کی دلیل بن جائے گا۔

لامذہب: میرے سوالات کے جواب تو آپ نے دیئے ہی نہیں، اپنی اپنی کہے گئے خیر جو آپ سمجھیں وہی سہی، لیکن ابھی تو پانچ دعوے ہمارے اور ہیں جائے گا کہاں ابھی پیچھا چھوٹنا مشکل ہے۔

مولانا: سامعین سے

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

لاجواب ہو چکے میرے سوالات کا مطالبہ بتمامہ میں نے مولانا کی آبرو رکھنے کو معاف کیا، اس پر طرہ یہ جواب آپ نے سنا۔

حاضرین کی طرف سے:

حضرت جی ہم نے فیصلہ کرلیا ہے یہ نہ مانے نہ سہی، لیکن کم از کم اس بہانہ سے ہماری معلومات تو وسیع ہو رہی ہیں۔ ذرا یارسول اللہ پر بحث شروع ہو۔

مولانا: تقلید مطلق تو مولانا کی زبان سے تسلیم ہو چکی تقلید شخصی میں اعلانیہ اقرار کرنے سے تامل ہے لیکن اظہار حق تو ہو ہی چکا، اب میں آپ لوگوں کی خاطر سے اپنے مطالبات قطعی طور سے معاف کر کے مولانا کو اظہار دعویٰ کی اجازت دیتا ہوں، ہاں مولانا فرمایئے!

لامذہب: آپ اپنے جی میں خوش ہولیجئے، لیکن میں نے کچھ نہیں مانا ہے۔

مولانا: خوب یاد آیا، آپ مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی کو تو مانتے ہیں۔

لامذہب: نہ مانتے تو ان کے قول کو پیش کیسے کرتے۔

مولانا: اگر وہ تقلید کو بالخصوص اہل اللہ کے لئے واجب لکھتے ہوں اور تقلید بھی مطلق نہیں بلکہ امام معین کی اور امام معین کی بھی چاروں میں سے نہیں، بلکہ صرف امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تو پھر۔

لامذہب: هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ لایئے۔

مولانا: آپ کی کتابوں کی پوٹ میں رسالہ ''انصاف'' ہے۔

لامذہب: ہے پھر آپ کو کیا۔

مولانا: لایئے اُسے! میں دکھاتا ہوں۔

لامذہب: آپ کا دعویٰ ہے، ثبوت آپ پر لازم ہے۔

مولانا: دیتا ہوں، کتاب لاؤ!

لامذہب: کتاب میں کیوں دوں؟

مولانا: میں آپ کی طرح کتابوں کی پوٹ باندھ کر تو لایا نہیں ہوں، قطع نظر اس کے آپ کی کتاب میں سے آپ کی تردید اور اپنا دعویٰ پیش کر دوں، تو یہ بطریقہ اولیٰ و افضل ہوگا، ممکن ہے آپ میری کتاب کو کہہ دیں کہ تمہیں نے چھپوائی ہوگی۔ جب آپ کی ہی کتاب ہوگی، تو آپ کو جائے دم زدن نہ رہے گی، لائیں رسالہ انصاف شاہ صاحب کا، میں اُس میں دکھاتا ہوں۔

لامذہب: میں تو نہ دوں گا۔

مولانا: چونکہ یقین ہے کہ مری کتاب میرے ہی اوپر حملہ آور ہوگی کیسے دیدوں خیر کل بات کہہ دیجئے، انشاء اللہ ہم شب بخیر کل دکھا دیں گے، مگر مولانا جبکہ تقلید شخصی زعم سامی میں ہر طرح ناجائز ہے، تو آپ حدیث پر عمل کیسے کر سکتے ہیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول تو شاید آپ مانیں گے، وہ آپ لوگوں کو تقلید شخصی کا حکم دیتے اور محض حدیث پر عمل کرنے کی مخالفت کرتے ہیں۔

لامذہب: کورے دعوے کے ہم قائل نہیں، دکھائیں۔

مولانا: بہت اچھا، لیجئے! یہ قسطلانی ہے، اور یہ الاشباہ والنظائر علامہ زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں اور رباعیات بخاری زمانہ میں مشہور ہے:

ذکر المنبرازی فی المناقب عن الامام البخاری رحمه الله لرجل لا يصير محدثاً كاملاً الا ان يكتب اربعا مع اربع كاربع مع اربع فی اربع عند اربع باربع علی اربع عن اربع لاربع وهذه الرباعيات لاتتم الا باربع مع اربع فاذا تمت له كلما هانت عليه اربع و ابتلی باربع فاذا صبر اكرمه الله تعالیٰ فی الدنيا باربع واصابه فی الآخرة باربع اما الاولی فاخبار الرسول صلی الله عليه وسلم وشرائعه و اخبار الصحابة ومقاديرهم والتابعين واحوالهم وسائر العلماء و

تواريخهم مع اربع اسماء رجالهم و كناهم وامكنتهم وازمنتهم كاربع التحميد مع الخطب و الدعاء مع الترسل والتسمية مع السورة و التكبير مع الصلوة مع اربع المسندات والمرسلات والموقوفات و المقطوعات فی اربع فی صغره فی ادراكه فی شبابه فی كهولته عند اربع عند شغله عند فراغه عند غنائه باربع بالجبال بالجهار بالبرازی بالبلدان علی اربع علی الحجارة علی الاخزاف علی الجلود علی الاكتاف الی الوقت الذی يمكن نقلها الی الاوراق عن اربع عن من هوفوقه ودونه ومثله وعن كتابة ابيه اذا علم انه خطه لاربع لوجه الله تعالی ورضاه والعمل به ان وافق كتاب الله تعالیٰ ونشرها بين طالبيها ولاحياء ذكره بعد موته ثم لاتتم له هذه الاشياء الا باربع من كسب العبد وهو معرفة الكتابة واللغة ولاصرف والنحومع اربع من عطاء الله تعالیٰ الصحة والقدرة والحرص والحفظ فاذا تمت له هذه الاشياء هانت عليه اربع الامل والولد والحال والوطن وابتلی باربع بشماتة الاعداء وملامة الاصدقاء وطعن الجهال وحسد العلماء فاذا صبر اكرمه الله تعالیٰ فی الدنيا باربع بعز القناعة وهيبة النفس ولذة العلم وحيات الابد واصابه فی الآخرة باربع بالشفاعة لمن اراد من اخوانه و بظل العرش حيث لاظل الاظله والشرب من الكوثر وجوار النبيين فی اعلی عليين فان لم يطق احتمال هذه المشاق فعليه بالفقه الذی يمكن تعلمه وهوفی بيته قارٌ ساكن لايحتاج الی بعد اسفار ووطی ديار و ركوب بحار وهو مع ذلك ثمرة الحديث وليس ثواب الفقيه وعزه اقل من ثواب المحدث وعزه انتهی۔

ترجمہ: یعنی بزازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مناقب میں امام بخاری رحمہ اللہ سے نقل فرماتے ہیں کہ کوئی آدمی محدث کامل نہیں بنتا جب تک چار باتوں کو ساتھ چار باتوں کے ایسا لازم نہ کھودر کھے جیسے چار باتیں چار باتوں کو لازم ہیں۔

نمبرا) احادیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مع ان امور کے جن کو آپ نے جائز اور ناجائز فرمایا۔

نمبر۲) اقوال صحابہ کرام کو مع مقدار ان اصحاب کے اور تمام اقوال تابعین کو مع حالات ان تابعین کے اور تمام علماء مجتہدین سلف کی خبروں کو مع ان کی تاریخ کے اور ان چاروں باتوں کے ساتھ ان چاروں باتوں کو لازم نہ سمجھ لے کہ جن جن کے ذریعے سے جس قدر بھی وہ ہوں وہ خبریں اور اُن کے حالات اور تاریخی معاملات اُس تک پہنچیں ان سب کے نام مع ان کی کنیتوں کے اور مکانوں کے مع یادداشت زمانہ بیان اخبار اور حالات اپنے سنے کے ان لوگوں سے حفظ کرے اور یاد رکھے اور ان چاروں باتوں کو اُن چاروں باتوں کے ساتھ ایسا لازم سمجھ لے جیسے خطبوں کے ساتھ حمد وثناء لازم ہے اور خط وکتابت کے ساتھ دعا لازم ہے یا دعا کے ساتھ آہستگی لازم ہے، اور سورتوں کلام اللہ کے ساتھ بسم اللہ لازم ہے اور نمازوں کے ساتھ تکبیریں لازم ہیں اور ان پہلی باتوں کے ساتھ یہ چار امر بھی ضروری سمجھے کہ ان اخبار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اخبار صحابہ میں کون کون سی خبریں یعنی حدیثیں مستند ہیں کس قدر مرسل ہیں کتنی موقوف ہیں کون سی مقطوع ہیں اور ان امور مذکور کے ساتھ یہ چار امر بھی یاد کرے اور یاد رکھے کہ جس استاد سے یہ حدیث پہنچی ہے اس نے یہ حدیث اپنے استاد سے کس عمر میں سنی تھی اور اس سے کس عمر میں بیان کی اور اس استاد کے استاد نے کس عمر میں علیٰ ہذا القیاس لڑکپن کے زمانے میں کہ جو کم اعتبار کا وقت ہے یا بالغ ہونے کے زمانے میں جو اعتبار کا زمانہ ہے جوانی کی حالت میں جو کمال یادداشت

کا زمانہ ہے یا بڑھاپے کے زمانے میں کہ سہو ونسیان کا وقت ہے اور پھر یہ چار باتیں بھی ضرور یاد رکھے کہ وقت بیان کے اُستاد کسی دوسرے کام میں مشغول تھا اور اس کی طبیعت دوسری طرف متوجہ تھی یا فارغ البال تھا اس کے زمانہ بیان کرنے حدیث میں محتاجی اور غربت کی حالت تھی یا غنا یا بے احتیاجی تھی، اور وہ استاد اور اس استاد کے استاد کہاں کے رہنے والے تھے، پہاڑوں کے یا دریاؤں کے، یعنی اہل کشتی اور جہاز سے جنگل اور گاؤں کے یا شہروں کے علیٰ ہذا القیاس اور یہ بھی یاد رکھے کہ جب تک میرے استاد نے یا میں نے یا استاد کے استاد نے نقل نہ کرلی تھی اس وقت تک پتھر پر لکھ کر یاد رکھی تھی یا ٹھیکریوں پر یا کھال پر یا بکری کی شانہ کی ہڈیوں پر اور یہ بھی یاد رکھے کہ یہ حدیث اپنے سے ادنیٰ درجے کے آدمی سے باعتبار عمر وغیرہ کے پہنچی ہے یا بلند درجہ یا اپنے ہم مثل سے یا اپنے باپ کے ہاتھ کی لکھی ملی تھی مگر اس کا اعتبار جب ہے جب اپنے باپ کا خط بھی پہچانتا ہو، اور یہ محنتیں چار نیتوں سے اپنے اوپر اٹھائے اللہ کی خوشنودگی کے واسطے، عمل کرنے کی غرض سے، طالب علموں کو سکھلانے کو اور اپنا ذکرِ خیر باقی رکھنے کی امید پر، مگر یہ سب اُمور جب کام آسکتے ہیں جب چار باتیں خود حاصل کرے اور چار باتیں منجانب اللہ میسّر ہوں، علم کتابت، علمِ لغت، علمِ صرف، علمِ نحو، اور منجانب اللہ صحت اور تندرستی، قوت تحصیل علم، حرص تحصیل علم، قوت حافظہ، اتنے اُمور کے بعد اب اس کو بیوی بچوں، مال، وطن کی طرف رجوع کرنا اگرچہ آسان ہوگا مگر ضرور چار بلاؤں میں مبتلاء ہوگا، بوجہ مشغول رہنے کے علم وعمل میں اور کم ہونے اسباب دُنیا کے اور متوجہ ہونے اہلِ دین کا اُس کی طرف دشمن ٹھٹھا کریں گے، دوست ملامت کریں گے، جاہل اس کو نشانہ طعن وتشنیع کا بنائیں گے، اہل علم اس کے ساتھ حسد کریں گے مگر جب یہ سب مشقتیں سہار لے گا اب یہ شخص جماعت محدثین میں داخل ہو کر ضرور چار باتوں کے ساتھ آخرت میں ممتاز ہوگا۔ دنیا میں

ہیبت الٰہی اور قناعت اور لذت علم اور زندگی دائمی کے ساتھ اور آخرت میں اوّل شفاعت کے ساتھ جن کے واسطے اپنے بھائیوں میں سے شفاعت کا ارادہ کرے۔

دوم: سایہ عرش کے ساتھ جس وقت کسی کا سایہ نہ ہو۔

سوم: ساتھ پانی پلائے جانے کے حوض کوثر سے۔

چہارم: ساتھ پڑوس پیغمبروں کے اعلیٰ علیین میں۔

امام بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگر طالب علم یہ ساری مشقتیں نہ اٹھا سکے تو اس کو لازم ہے کہ سفر دور و دراز اور ان سب محنتوں سے بچ کر اپنے گھر میں آرام سے بیٹھ کر علم فقہ حاصل کرے جو کہ ثمرہ اور پھل حدیث کا ہے حالانکہ ثواب اور عزت فقیہ کی ثواب اور عزت محدث سے کچھ کم نہیں ہے۔

سن لیجئے آپ کے مسلمہ امام کا ارشاد کہ فقیہ مرتبہ اور ثواب میں محدث سے کچھ کم نہیں اور اگر آپ شاہ صاحب کی انصاف پیش کریں تو یہ بھی دکھا دوں کہ ہندوستان میں سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید واجب اور امام کی تقلید سے خارج ہونا حرام ہے ورنہ یار زندہ صحبت باقی، پھر دوسری صحبت میں انشاء اللہ تعالیٰ شاہ صاحب کا ارشاد پیش کش کروں گا۔

انتباہ: حقیقت مناظرہ شش ورقی کے دین و دیانت ملاحظہ ہو، صفحہ ۴ پر لکھا ہے

متفرق بحث

”زاں بعد یکے بعد دیگرے طرفین کے مناظر اٹھتے تھے اور بار بار جماعت بریلویہ کی طرف سے وہی باتیں کہی جاتی تھیں جو قلمبند ہو چکی ہیں اور جس کا جواب قرآن و حدیث کی رُو سے مناظر اہل حدیث دے چکے تھے، آخر میں مناظر بریلویہ نے جناب شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب **انصاف** کا حوالہ دیا کہ اس

میں تقلید شخصی پر روشنی پڑتی ہے، جب مناظر اہل حدیث نے کتاب دیکھنے کا مطالبہ کیا ”تو وہ پیش نہ کر سکے“ اس کے بعد چونکہ رات زیادہ گذر گئی تھی مجلس برخواست ہوئی“

حقیقت وہ نہیں جو جناب پر ظاہر ہوئی ہمارے مولانا تمام کتابیں باندھ کر نہیں لے گئے تھے لامذہب مولوی پوٹ باندھ کر پہنچا تھا اس سے کتاب انصاف طلب کی اس نے اس ڈر سے نہ دی کہ اُس میں تقلید شخصی کا ثبوت موجود تھا، اور رہا حیات امام بخاری پر سوائے سکوت اور وہی سابقہ گفتگو لایعنی کے کوئی جواب نہ تھا، آخر بوجہ وقت پورا ہو جانے کے دوسرے روز پر مناظرہ موقوف رکھا گیا، صدر صاحب نے فرمایا کہ مسئلہ تقلید پر کافی سے زیادہ روشنی پڑ چکی ہے، باقی دعاوی کا جواب کل ہوگا، انشاء اللہ تعالیٰ المجلس برخواست ہوئی۔

چونکہ اُس وقت کتاب موجود نہ ہونے کی وجہ سے اور لامذہب کے مناظر کے پاس وہ کتاب ہوتے ہوئے نہ دینے کے سبب سے عبارت نہ دکھائی گئی مگر جبکہ ہم اپنے دعویٰ میں سچے ہیں پھر کیا وجہ کہ دعویٰ ثابت نہ کر سکیں ملاحظہ ہو۔

رسالہ انصاف جس میں مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (بغرض افادہ عوام نقل کیا جاتا ہے)

بعینہ عبارت عربی کا ترجمہ یہ ہے:

”تقلید امام معین کبھی واجب ہوتی ہے اور کبھی واجب نہیں ہوتی مثلاً جب جاہل آدمی ہندوستان کے ممالک اور ماوراء النہر کے شہروں میں ہوں اور کوئی عالم شافعی مالکی حنبلی وہاں نہ ہو اور نہ ان مذہبوں کی کتاب ہو تو اس پر واجب ہے کہ تقلید امام ابو حنیفہ کی کرے اور اس پر حرام ہے کہ مذہب امام ابو حنیفہ سے باہر نکلے کیونکہ ان

صورتوں میں شریعت کا پھندا گردن سے نکال کر مہمل بیکار رہ جائے گا"۔

بعینہٖ عبارت عربی

وجوب تقليد الامام بعينه فانه قد يكون واجبا وقد لا يكون واجبا فاذا كان الانسان جاهلا في بلاد الهند وبلاد ماوراء النهر وليس هناك عالم شافعي ولا مالكي ولا حنبلي ولا كتاب من كتب هذه المذاهب وجب عليه ان يقلد لمذهب ابي حنيفة ويحرم عليه ان يخرج من مذهبه لانه حينئذ نخلع من عنقه ربقة الشريعة ويبقى سدى مهملا۔

نوٹ: عبارت منقولہ بالا میں غیر منصف سخن پرور لامذہب حضرات کو عوام کو بہکانے کے لئے یہ بہانہ مل سکتا ہے کہ یہ حکم جاہلوں کے واسطے ہے ہم تو عالم ہیں، اس کے جواب میں علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میزان شعرانی میں حضرت امام شیخ الاسلام ذکریا انصاری قدس سرہ الباری سے نقل فرماتے ہیں کہ بچاؤ تم اپنے آپ کو انکار کرنے اور خطا نکالنے سے کسی مجتہد میں مگر بعد احاطہ کر لینے کے کل دلیلوں پر، اور بعد جان لینے ان تمام عربی لغات کے جن کو شریعت حاوی ہو اور بعد جان لینے تمام معانی اور طرق استاد کے اور یہ بات تم کو کہاں میسر ہے۔

اياكم ان تبادروا الى الانكار على قول مجتهد او تخطية الا بعد احاطتكم بادلته الشرعية كلها ومعرفتكم بجميع لغات العرب التى احتوت عليها الشرعية، ومعرفتكم بمعانيها وطرقها واني لكم بذلك☆

جس کا خلاصہ یہ ہوتا ہے کہ محض عربی دان ہو جانا، اردو فارسی سمجھ لینا تمہیں اس امر کی اجازت نہیں دیتا کہ تم مجتہدین کے مقابلہ میں آ کر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ بناؤ کیونکہ وہ معلومات جو مجتہدین کو حاصل تھیں میسر نہیں ہو سکتیں دلائل تو اس

کے علاوہ اور بہت کچھ ہیں جن کی تفصیلی بحث حضرت استاد العلماء مولانا مولوی حاجی سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ صاحب قبلہ کی کتاب "ہدایۃ الطریق" میں دیکھئے، جواب بخیال طوالت ہم نقل نہیں کرتے دوسرے روز کے مناظرہ کی روئداد لکھنا مقصود ہے اور حقیقت روئداد مناظرہ کی چنداں ضرورت نہ تھی لیکن عوام میں غلط فہمی پھیلانے کے لئے چونکہ فریق مخالف نے حقیقت مناظرہ نام رکھ کر فرضی بحث کو شائع کر دیا، تو بدیں خیال کہ ہمارے سیدھے سادھے سُنی بھائی کہیں معتبر نائی کی دی ہوئی شہادت پر یقین نہ کر لیں لازمی ہوا کہ سچا واقعہ من وعن نذر ناظرین کر دیا جائے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حسب موقع معتبر نائی کی حکایت بھی نقل کر دی جائے جو کہ خالی از دلچسپی نہ ہوگی۔

حکایت

ایک سادہ لوح کے پاس اس کے وطن سے نائی آیا، اُس نے نہایت بے چینی سے گھر کی خیریت دریافت کی نائی نے جواب میں خیریت تام کا اظہار کر کے مطمئن کیا اور ظرافت سے کہا کہ مگر آپ کی بیوی بیوہ ہوگئی ہے سادہ لوح صاحب سن کر رونے لگے، لوگوں نے رونے کا سبب پوچھا تو رونے سے فرصت نہ تھی بعد اصرار تمام کہا کہ بھائیو سخت جانکاہ واقعہ ہے میری بیوی بیوہ ہوگئی، لوگوں نے کہا میاں عقل سے کام لو، تم زندہ ہو پھر بیوی کا بیوہ ہونا کیسا، تو رو کر کہتے ہیں، یہ تو سب سچ ہے بھائی مگر گھر سے آیا ہے معتبر نائی۔

لہٰذا ہمارے مولانا موجود ہیں اگر ہمت ہو تو پھر دوبارہ اپنے کسی معتبر کے ذریعے تحریری مناظرہ کر سکتے ہیں، تا کہ سچ اور جھوٹ کا پتہ لگ جائے۔

آج دوسرا روز ہے

لاہور میں کل کے مناظرہ نے تہلکہ مچا رکھا تھا گھر گھر میں تذکرہ تھا یہی سبب تھا کہ آج کل سے بہت زیادہ تعداد حاضرین کی ہوگئی، مناظر غیر مقلدین حسب سابق وہی کتابوں کی پوٹ لے کر آ موجود ہوا، اور ہمارے مولانا بھی ضروری ضروری بعض بعض کتابیں ہمراہ لے کر تشریف لے آئے۔ اوّل حسب سابق صدر صاحب نے فرمایا کہ تقلید کی بابت گفتگو کی یوں ضرورت نہیں ہے کہ ثالث حاضرین جلسہ تھے، قریب قریب تمام حاضرین جلسہ سمجھ چکے ہیں کہ مسئلہ تقلید پر کافی ووافی دلائل پیش ہو چکے ہیں نہ ماننے والے کے لئے ہزار نہیں دس ہزار بھی دلیلیں ناکافی ہیں۔ لہٰذا آج ندائے یارسول اللہ پر بحث ہوگی۔

چنانچہ نیم تسلیم تو مناظر غیر مقلدین نے بھی اپنی حقیقت مناظرہ میں کیا، لکھتا ہے: صفحہ ۳ سطر ۱۶ ''دوسری شب جناب مولانا مولوی عبدالمجید صاحب سوہدری نے اپنا دعویٰ پیش کیا کہ نداء یارسول اللہ یعنی حاضر وناظر جان کر یارسول اللہ کہہ کر پکارنا ناجائز ہے۔ جس طرح بعض اسلامی فرقے مثلاً فرقہ بریلویہ الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ کے ورد میں لفظ یا سے غیر اللہ کو خطاب کرتے ہیں، یہ درست نہیں''

ناظرین کرام!

انصاف سے فرمائیں جبکہ پہلی بحث طے نہیں ہوئی تھی اور جماعت غیر مقلدین کا مناظر غائب تھا تو مبحث اوّل کو چھوڑ کر کیوں آگے بھاگا، عموماً قاعدہ ہے کہ جب تک ایک بحث پوری نہ ہو جائے دوسرے سوال کی بو بھی نہیں آنے دی جاتی، جو صاف ثابت کر رہا ہے کہ اگرچہ اعلانیہ نہیں مگر دل میں تقلید شخصی کے دلائل کا سکہ

مناظر غیر مقلدین کے دل پر جم چکا تھا، یہی باعث تھا کہ ہمارے محترم صدر صاحب کے کہتے ہی دوسری بحث جان چھڑانے کو شروع کر دی گئی اور فوراً عدم جواز نداء یارسول اللہ کا دعویٰ پیش کر دیا اب اس میں بھی دروغ بافی ملاحظہ ہو۔

مولانا: کہئے مولانا مبحث تقلید سے سیری ہوگئی یا اور، وہ کتاب موجود ہے شاہ ولی اللہ صاحب کی عبارت دیکھ لیجئے۔

لامذہب: اب جانے دیجئے، ندائے یارسول اللہ کے دعوے کی تردید کیجئے!

مولانا: یوں نہیں، اوّل آپ اپنے دعویٰ کو بدلائل بیان کیجئے!

لامذہب: بھائیو! ہمارے نزدیک سوائے خدا کے کسی کو پکارنا جائز ہے اور یارسول اللہ، یا غوث یا معین الدین کہنا جائز نہیں، قرآن شریف میں ہے:

إِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللّٰهِ أَحَدًا ○

اللہ صاحب فرماتے ہیں لوگو مسجدیں اللہ کے لئے ہیں اس کے سوا کسی کو مت پکارو پس آج کل جو مسجدوں میں یارسول اللہ اور الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ پکار کر کہتے ہیں یہ ناجائز ہے اور صریح قرآن کے خلاف ہے۔

فَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ○

اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اسے جواب نہ دیں اور اُن کی دعاؤں سے غافل ہوں۔

اِن آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کے سوا کسی کو پکارنا نہیں چاہئے۔

حدیث میں ہے:

وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَإِذَا دَعَوْتَ فَادْعُ اللّٰهَ ○

جب تو مدد مانگے تو اللہ سے مانگ اور جب تو پکارے تو اللہ کو پکار، بس یہی

ہمارا دعویٰ ہے۔

مولانا: (حاضرین سے) حضرات مولانا فرماتے ہیں کہ سوائے خدا کے کسی کو پکارنا جائز نہیں، یہ دعویٰ ہے مولوی صاحب کا، اس کے اطلاق کو مدنظر رکھئے، اس میں مولانا نے کوئی قید نہیں لگائی ہے بلکہ عدم جواز نداء کا دعویٰ مطلق فرمایا ہے، صاف لفظ بتا رہے ہیں کہ یہ دعویٰ مطلق ہے کہتے ہیں "خدا کے سوا کسی کو پکارنا نہیں چاہئے" لیکن یہ میری پیشین گوئی یاد رکھئے اب عنقریب مولوی صاحب قید بڑھائیں گے اب میں مولانا سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنے دعویٰ کی فہرست کو پڑھ کر ذرا سنائیں ممکن ہے تحریری دعویٰ میں تقریری سے کچھ فرق ہو گیا ہو۔

لامذہب: میرا وقت نہیں ہے میں کس طرح پڑھ کر سنا سکتا ہوں۔

مولانا: میں اپنا وقت آپ کو دیتا ہوں پھر کیا عذر ہے میں ایثار کرتا ہوں کہ آپ کے تحریر کردہ دعاوی آپ کے ہی زبان سے ایک مرتبہ سُن لوں۔

لامذہب: کیا آپ کے پاس ہمارے دعاوی کی نقل نہیں ہے آپ کو خود پڑھ لینا چاہئے میرے پڑھ کر سنانے کی کیا ضرورت ہے؟

مولانا: میں جناب کی ہی زبان سے سننا چاہتا ہوں۔

لامذہب: مولوی صاحب افسوس ہے آپ کو میرے دعوے تک یاد نہیں پھر مناظرہ کیا خاک کریں گے؟

مولانا: معلوم ہوتا ہے، آپ سمجھ چکے ہیں کہ آپ کا تقریری دعویٰ تحریری دعوے کے خلاف ہے یہی سبب ہے کہ آپ ذرا سی بات میں اتنی ردّوکد کر کے میرا وقت خراب کر رہے ہیں اچھا تشریف رکھئے تکلیف نہ کیجئے، میں نے آپ کے مافی الضمیر کو پالیا۔

برادرانِ ملت! مولانا کا تحریری دعویٰ تو یہ تھا کہ یارسول اللہ کہنے کا قرآن و

حدیث میں ثبوت نہیں لہٰذا ناجائز ہے، اور تقریری میں کہتے ہیں کہ سوائے خدا کے کسی کو پکارنا جائز نہیں اب میں آپ کو بتاتا ہوں اتنا بین فرق ہے کہ ہر کہ ومہ سمجھ سکتا ہے، پہلا دعویٰ تو سالبہ جزئیہ کا حکم رکھتا ہے، اور تقریری دعویٰ سالبہ کلیہ کے حکم میں ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ سوائے خدا کے غیر اللہ کو پکارنا جائز ہے اگر تحریری دعویٰ کو مدنظر رکھا جائے تو میں عرض کروں گا کہ عدمِ ثبوت مستلزم عدمِ جواز نہیں ہوتا، اگر یارسول اللہ کا ثبوت بموجب دعویٰ تحریری قرآن وحدیث سے آپ کو نہیں ملتا تو عدمِ جواز کا دعویٰ کیونکر صحیح ہو گیا؟

اگر یہ قاعدہ صحیح ہے کہ جس چیز کا قرآن وحدیث سے ثبوت نہ ملے وہ ناجائز ہے تو خود مولانا فرق اقدس سے لیکر ناخن پا تک ناجائز مجسم ہیں کیونکہ یہ ہیئت کذائی مولانا کے دستار کا قرآن وحدیث سے ثبوت اور نہ کوٹ کا اسی طرح گھڑی کی اصلیت نہ اس کے چین کی اور سلوار کا قرآن وحدیث میں ثبوت نہ ان کتابوں کی پوٹ کا ٹیبل وکرسی کا وجود قرآن وحدیث میں نہ بجلی کے پنکھے اور عینک کا غرضیکہ دنیا کی ہزار ہا چیزیں ہیں، جن کا ثبوت مولانا قیامت تک قرآن وحدیث سے نہیں دے سکتے۔

اگر مولانا کا غصہ یا بے کلی اعتدال پر رہے تو میں ایک بات دریافت کرتا ہوں، کہ جناب کے باپ دادا نیز خود بدولت کے انعقاد نکاح کا ثبوت قرآن وحدیث میں کس جگہ ہے؟

اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو بموجب دعویٰ تحریری نہ صرف جناب بلکہ تمام خاندان سرے سے ناجائز اور نکاح وغیرہ سب بے ثبوت پائے جاتے ہیں، خیر یہ تو مولانا کے لئے جوابات تھے، مگر چونکہ مجھے عوام کی تفہیم منظور ہے لہٰذا مسئلہ صاف کر دینا ضروری سمجھتا ہوں مولانا اپنی سخن پروری سے مانیں یا نہ مانیں، مسئلہ تقلید شخصی کی طرح لوٹ پھیر کر نام بدل کر چاہے تسلیم کریں، سنئے مولانا کو تو نداء یارسول اللہ کا

ثبوت قرآن وحدیث میں ایک جگہ بھی نہ ملا، لیکن میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اس کا ثبوت تو ایک جگہ نہیں سینکڑوں جگہ موجود ہے۔ کہیں یا ایھا النبی کہیں یا ایھا الرسول، کسی جگہ یا ایھا المزمل کہیں یا ایھا المدثر، اور نہ صرف حضور کو ندا بلکہ دیگر پیغمبران اولوالعزم کو بھی کہیں یا یحیی خذ الکتاب بقوۃ، یا عیسٰی، یا موسیٰ یا داؤد اور نہ صرف انبیاء کرام ہی کو ندا ہے بلکہ عام مومنین کو یا ایھا الذین آمنوا اور نہ صرف مومنین کو ندا فرماتا ہے، جملہ خلائق کو یا بنی اسرائیل، یا بنی آدم، یا ایھا الکافرون اور نہ صرف خود ندا فرماتا ہے۔ بلکہ اپنے رسول کو حکم دیتا ہے کہ تم فرما دو، قل یا ایھا الناس، قل یا عبادی الذین اسرفوا، تو ثابت ہوا کہ یا رسول اللہ ہمارا ذاتی ایجاد نہیں ہے بلکہ اس کا منع کرنا کسی وجہ خاص سے اختراع وہابیہ ہے، صاحب قرآن خود اپنے بندوں کو جا بجا ندا دے رہا ہے لیکن سخن پروری کا برا ہو کہ نظر سے نظر آنا بھی بند کر دیتا ہے، اسی طرح احادیث میں بھی صحابہ کرام حضور سرور یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم سے یا رسول اللہ کے ساتھ خطاب کرتے رہے ہیں، جو حدیث کی خدمت کرنے والے ہیں ان پر یہ امر مخفی نہیں کہ صحابہ حضور سے یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہہ کر سلام وسوال کیا کرتے تھے، پھر تعجب ہے کہ مولانا نے یہ بے تکی کہاں سے ہانک دی کہ یا رسول اللہ کا ثبوت قرآن وحدیث میں نہیں۔

حضرات آپ پر ثابت ہو گیا ہوگا کہ حضرت عزت جلت عظمۃ قرآن پاک میں کیسے کیسے پیارے الفاظ سے اپنے رسول کو مخاطب فرماتا ہے لیکن اب میری، پیش گوئی کو مد نظر رکھتے ہوئے مولانا کا جواب بھی سن لیجئے (حاضرین کی طرف سے شور) زندہ باش جزاک اللہ (ماشاء اللہ)۔

لامذہب: (مبہوت سا ہو کر) بھائیو! ہم کب کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ کا ثبوت قرآن سے نہیں ہے، ہم ان آیات سے بے خبر نہیں ہیں جو مولوی صاحب

نے پڑھ سنائیں، ہمیں بھی معلوم ہے ہم بھی جانتے ہیں، ہمارا تو دعوٰی یہ ہے کہ سوائے خدا کے کسی کو یا رسول اللہ کہنا جائز نہیں، کیونکہ وہ ہمارا مالک اور افسر ہے اسے اختیار ہے جس کو چاہے اپنے بندوں میں سے خطاب کرے ہم اس کے بندے اور مخلوق میں ہیں کیا حق ہے کہ ہم رسول کو پکاریں اللہ صاحب ہی پکار سکتے ہیں اور کسی کو پکارنے کی اجازت نہیں، یہی ہمارا دعوٰی ہے علاوہ ازیں رسول کی شان ہم سے بہت بڑی ہے ہمیں یہ حق نہیں کہ ہم رسول کو پکاریں کیونکہ وہ سارے مسلمانوں کے سردار ہیں۔

مولانا: حضرات مبارک ہو مولانا نے نفس یا رسول اللہ تو مان لیا، اور صاف فرما دیا کہ پکارنے میں تو جرم نہیں مگر خدا پکار سکتا ہے، کیونکہ وہ حاکم ہے، جس کا خلاصہ یہ ہوتا ہے کہ محکوم حاکم کو اگر پکارے تو بے ادبی ہے تو بخیال ادب مولانا ندا یا رسول اللہ کو ناجائز بتا رہے ہیں مگر فی نفسہ ندا یا رسول اللہ کو جائز تسلیم کر چکے، لیکن اس ندا کا حق خدا کو ہے ہمیں علم نہ تھا، یعنی خدا کو بھی اس کے بندے نہیں پکار سکتے، یا اللہ یا کریم یا رحیم، یا عزیز، یہ سب ناجائز ہے، اس لئے کہ خدا احکم الحاکمین ہے، ہم اس کے ایک ادنیٰ محکوم بندے پھر ہمیں کیا حق کہ ہم ادنیٰ ہو کر خدا کو پکاریں، یہ بقول مولانا سراسر گستاخی و بے ادبی ہے (شور جلسہ، حاضرین کا جزاک اللہ کہنا) مگر یہ عقیدہ مولانا کا ہی ہوگا، مولانا کے بڑوں کے نزدیک تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ بڑے بھائی کے برابر ہے اور تعظیم بھی بڑے بھائی کی سی کرنا لکھی ہے تو جس طرح بڑے بھائی کو خطاب کر سکتے ہیں، رسول کو بھی مخاطب بنا سکتے ہیں۔

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

ہمیں تو اب آیات واحادیث سے جواب دینے کی بھی حاجت نہ رہی مولانا نے خود ہی فیصلہ کر دیا، مسئلہ بحمدہ تعالیٰ بالکل حل ہو گیا۔

اب مناظر صاحب سے ایک درخواست ہے کہ اب تک جناب نے متعدد

پہلو بدلے ایک بحث پر قائم نہ رہے اول سے آخر تک تعارض وتخالف تقریر وتحریر میں پیدا ہوتا رہا، لیکن میں نے بالکل التفات اور اصلاً توجہ نہ کی، اوّل تو جناب یہی الاپ رہے تھے کہ یارسول اللہ! کہنا قرآن وحدیث سے ثابت نہیں، جس پر میں پیشین گوئی بھی کر چکا تھا کہ عنقریب قیودات بڑھیں گے، چنانچہ وہ صادق آئی کہ آپ نے یارسول اللہ کو تسلیم کر کے قید لایعنی لگائی اور فرمایا کہ خدا کی طرف سے رسول کو یارسول اللہ کہنا جائز ہے کیونکہ حاکم محکوم کو پکار سکتا ہے مگر ہم کو جبکہ ہم محکوم ہیں کیسے جائز ہو سکتا ہے' تو اب فرمائیے کس بات کو صحیح تسلیم کیا جائے پہلی کو یا پچھلی کو۔

لامذہب: (غضبناک ہو کر غصہ کے بائیلر کو فل اسٹیم بنا کر) افسوس میں کس کے سامنے کھڑا ہو گیا، حضرات ہمارا دعویٰ ہے کہ یارسول اللہ کو حاضر وناظر سمجھ کر کہنا، ناجائز ہے علاوہ بریں جب رسول اللہ فوت ہو چکے (معاذ اللہ) اور سو من مٹی ان پر ڈال دی گئی (استغفر اللہ) تو اب پکارنے کی کیا حاجت اور اس ندا سے کیا فائدہ اگر کوئی سنے تو اس کو پکارا بھی جائے اللہ صاحب فرماتے ہیں:

إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ○

تو جب وہ نہ سنتے ہیں اور نہ حاضر ناظر تو پکارنے سے کیا فائدہ؟

نوٹ: اس دریدہ دہن لامذہب کی ان موشگافیوں سے جلسہ میں ایسی برہمی پھیل گئی کہ یہ مولانا کا اثر تھا کہ جی ہی میں بل کھا کر رہ گئے، ورنہ لامذہب صاحب کے مناظر نے تو اپنی حسب عادت بدامنی پھیلانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تھا خیر، مولانا خود کھڑے ہو گئے اور فرمایا:

مولانا: حضرات گستاخانہ جملے نہ صرف زبان سے ادا ہوئے ہیں بلکہ ان کی تحریروں میں تو اس سے زائد ہیں، مگر للہ معاملہ نہ بگاڑیئے اور حسب وعدہ خاموشی سے سنئے! الکریم اذا وعد وفا، 'آپ لوگوں پر ظاہر ہو چکا کہ مولانا نے یارسول اللہ کہنے

کو بڑی فراخدلی سے قبول فرما لیا' اب قید پر قید بموجب میری پیشین گوئی کے اور بڑھا رہے ہیں کہ حضور کو فوت ہونے کے بعد نہ پکارا جائے، سو من مٹی ڈالی، پھر پکارنے سے کیا فائدہ؟؟ تو معلوم ہوا کہ پکارنا جائز مگر بے فائدہ ضرور رہا، دعویٰ تو عام اور مطلق تھا مگر اب حاضر وناظر ہونے کی قید اور بڑھا دی گئی ہے۔

مگر اب میں کیسے اطمینان کروں کہ مولانا کا دعویٰ پورا ہو چکا ممکن ہے کہ آئندہ اور کچھ قیود لگیں، دعویٰ لکھنے کے وقت سے اب تک پانچ چھ قیود بڑھ چکی ہیں جس کا مطلب ظاہر ہے کہ جواب جبکہ مسکت دلائل سے ملا تو ایک قید اور بڑھا دی اس کا جواب سر توڑ ہو گیا تو ایک قید اور سہی، اور سہی الٹا سر چڑھا اور سہی اس سے بھی منہ کی کھائی تو اور ایک بڑھا دی۔

مجھے حیرت ہے کہ مولانا کو مناظر کس نے بنا دیا، اس سے بہتر تھا کہ روپڑی صاحب ہی ہوتے کہ وہ کچھ سمجھ تو لیتے، اگرچہ نتیجہ یہی نکلتا جو نکل رہا ہے خیر...... کیوں مولانا ندا یارسول اللہ کی بحث تو ختم کیونکہ اسے آپ نے تسلیم کر لیا، اب میں حضور کا حاضر وناظر ہونا ثابت کروں اور بتاؤں کہ ہم جملہ مسلمان حضور کو حاضر وناظر کیسا اور کس طرح جانتے ہیں اور حق تعالیٰ کے ساتھ کیا عقیدہ رکھتے ہیں، اگرچہ یہ بحث سے بالکل علیحدہ بات ہے کہ حضور سنتے دیکھتے ہیں یا نہیں لیکن ہم بتاتے ہیں دیکھتے بھی ہیں اور سنتے بھی اور نہ صرف سنتے ہیں بلکہ پہچانتے بھی ہیں دوسری بات بحث سے خارج کہ حضور زندہ ہیں یا بقول آپ کی یاوہ گوئے کے کہ فوت ہو گئے سو من مٹی ان پر ڈالی گئی اور زندہ کیسے زندہ ہیں محض روح سے یا بجسد عنصری اگرچہ یہ تمام مسائل ایک مستقل وقت چاہتے ہیں اگر آپ اجازت دیں تو میں ہر مسئلہ کو مختصر دلائل سے عرض کر دوں۔

نیز علم غیب کا مسئلہ بھی آج ہی طے کر دیا جائے خواہ صبح ہو جائے آپ کو نہ

جانا ملے گا نہ آپ جانے کی اجازت لے سکیں گے، تاوقتیکہ تمام مسائل پر کافی روشنی نہ
پڑ جائے، لیکن دو گذارش میں وہ بگوش ہوش سن لیجئے!

اوّل یہ کہ آپ اپنے موضوع اور بحث سے راہ فرار نہ اختیار کیا کریں، قائل
ہوجانا منصف کے لئے باعث ذلت نہیں ہوتا۔

دوسرے: ذرا ہمارے پیشواؤں کی شان میں جو کچھ آپ کہیں وہ مہذب
الفاظ میں ادا کریں کہ خوف فساد ہوجاتا ہے، اپنے دل کے حسد کو زبان سے ترجمانی کر
کے نہ ظاہر کریں، کہ اُن کے شیداؤں کے دلوں پر زخم سا لگ جاتا ہے اور ایسی صورتوں
میں وہ گستاخی کا جواب اور طرح دیا کرتے ہیں، فرمایئے! عرض کروں ذرا کھڑے ہو
کر کہہ دیجئے۔

لامذہب: حضرات مجھے افسوس ہے کہ مولوی صاحب وہی لایعنی باتیں بنا
کر آپ صاحبوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں اور میری دلیل کے مقابلہ میں ایک
آیت ایک قول بھی مفسر کا جواز یارسول اللہ میں پیش نہ کر سکے، ہم تو آیات واحادیث
سے اپنے دعوے پیش کرتے ہیں، اور مولوی صاحب لسّانی سے غالب آجاتے ہیں، یا
تو مولانا مہربانی کر کے جواز یارسول اللہ کے دلائل بیان کریں یا ہمیں جانے دیں
فضول مسلمانو کو مغالطہ میں کیوں ڈال رہے ہیں؟

(حاضرین کی طرف سے ایک فرمائشی قہقہہ)

مولانا: (متبسم ہوکر) مولوی صاحب یہ تو آپ کا دل جانتا ہوگا، جو اس
وقت آپ کے قلب مبارک پر گذر رہی ہے، تنہائی ہوتی تو آپ اب تک بگڑ بگڑ کر کب
کے چل دیے ہوتے، مگر یہاں تو نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن کا مضمون ہے اور آپ
کر بھی کیا سکتے ہیں، بجز ان لغو باتوں کے جو آپ کے سینہ میں پر ہیں جو کچھ آپ کے
معاونین نے بد لائل کا میٹیریل آپ کے لئے بہم پہنچایا تھا وہ بھی کا ختم ہوگیا، اب تو

اینچ پیچ وتاب باقی ہے، لیکن یاد رکھیے ہمارے سنی حنفی بھائی آپ کی ایسی دریدہ دہنی
و موشگافی سے برہم نہیں ہوسکتے یہ باتیں آپ کو آپ کے متعلقین کو ہی مبارک رہیں،
آپ نے اوّل سے اب تک کیسے کیسے سخت حملے، ناملائم الفاظ، دل آزار باتوں سے
عوام میں بدامنی پھیلانی چاہی مگر مولانا میری طرف سے ایک جملہ ایسا نہ ہوگا جو آپ
کی شان کے خلاف ہو، خیر آپ سے تو مخاطبت فضول سی معلوم ہوتی ہے، اس لئے
آپ کے غصہ کا بوائیلر بہت تیز ہوچکا ہے اور غصہ میں ہوش وحواس عقل وخرد سے
رخصت ہوجاتے ہیں، ذرا دم لے لیجئے اب میں اپنے بھائیوں کو بتادوں کہ نداء
یارسول اللہ کا ثبوت کیا ہے، اگرچہ آپ کے لئے پہلے ہی جواب کافی ووافی شافی نافی
ہیں۔

حضرات: اوّل تفاسیر سے نداء یارسول اللہ کے دلائل عرض ہیں سنیئے!

یہ تفسیر بیضاوی شریف ہے، یہ وہ تفسیر ہے جس کو نہ صرف ہم اہل سنت مستند
ومعتبر مانتے ہیں بلکہ حضرات غیر مقلدین ووہابیہ گنگوہیہ ونجدیہ یہ سب تسلیم کرتے ہیں ہر
مدرسہ میں اس کا کورس نصاب تعلیم میں داخل ہے، اس میں ماتحت درج ذیل آیت
کریمہ کے ہے:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

لاتقيسوا دعاءه اياكم على دعاء بعضكم بعضا في جواز
الاعراض والمساهلة في الاجابة والرجوع بغير اذن، فان المبادرة الى
اجابة واجبة والمراجعة بغير اذنه محرمة وقيل لا تجعوا نداءه وتسميته
كنداء بعضكم بعضا باسمه و رفع الصوت به والنداء وراء الحجرة ولكن
بلقبه الاعظم مثل يانبي الله ويارسول الله مع التوقير والتواضع وخفض
الصوت- اولا تجعلو دعاءه ربه كدعاء صغيركم كبيركم يجيبه مرة

وبرده اخری فان دعاه مستجابة ☆(تفسیر بضاوی مع حاشیه اشیخ ذاده جلد ٦ صفحه ٢٥٩/٢٦٠/دار الکتب بیروت لبنان)

جس کا خلاصہ یہ ہوا کہ ابتداء میں چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرام وعوام نام مبارک یا کنیت شریف کے ساتھ مخاطب کیا کرتے تھے مثل یا محمد، یا ابا القاسم وغیرہ کے، یہ بات حضرت باری تعالیٰ کو ناپسند ہوئی اور غیرت الٰہی جوش میں آئی حکم ہوا، خبردار ہمارے محبوب کو اس طرح نہ پکارو! جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

اب قدرتاً یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب یا محمد یا ابو القاسم کہنے کی ممانعت ہوگئی، جس کو علماء نے حرام لکھا ہے تو پھر کس طرح حضور کو نداء کریں تو اس کا جواب اوّل تو قرآن پاک ہی عملی جامہ پہن کر دے رہا ہے، کہ تمام انبیاء کرام کو نام لے کر مخاطب کیا، مگر محبوب دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہیں یا محمد نہ فرمایا، سارے قرآن پاک میں ایک جگہ بھی یا محمد نہ ملے گا اگر ملے گا تو یا ایہا المزمل، اے جھرمٹ مار کر چلنے والے محبوب، یا ایہا المدثر، اے چادر پوش حبیب، یٰسین، اے پیارے سردار، طٰہٰ اے ماہ کامل، اے ماہ دو ہفتہ، اے چودھویں رات کے چاند، یا ایہا النبی، اے غیب بتانے والے پیارے وغیرہ القاب عالیہ اور الفاظ جدیدہ سے خطاب ملے گا چنانچہ ثابت ہوگیا کہ ویسے نداء حرام وممنوع ہے اور ایسے جائز۔

چنانچہ جب بیضاوی نے خود فیصلہ فرمایا:

"ولکن بلقبه المعظم مثل یا نبی اللّٰہ ویارسول اللّٰہ مع التوقیر والتواضع۔

مگر معظم القاب مثل یا نبی اللہ یا رسول اللہ کیساتھ نداء دو اس میں بھی عظمت شان عالیہ ملحوظ رکھنا اور تعظیم نام پاک مقصود ہے۔

اب ترجمہ بھی سن لیجئے یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تم کو پکارتے ہیں اس کو آپس میں قیاس مت کرو کیونکہ اگر حضور تمہیں پکاریں اور اعراض فرمائیں یا بغیر اجازت واپس تشریف لے جائیں، تو حضور کو جائز ہے لیکن تمہیں حضور کا جواب دینا واجب ہے، اور اجازت تمہیں تو حرام۔

وقیل لا تجعلوا نداءه وتسمیته کنداء بعضکم بعضاً باسمه یرفع الصوت به والنداء وراء الحجرة ولکن بلقبه المعظم مثل یا نبی اللّٰہ یارسول اللّٰہ مع التوقیر والتواضع خفض الصوت۔

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نام لے کر نہ پکارو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو بلند آواز سے اور حجروں کے پیچھے سے لیکن پکارو لقب معظم کے ساتھ جیسے یا رسول اللہ یا نبی اللہ تواضع وتوقیر کے ساتھ دبی آواز سے۔

لیجئے! یہ جلالین شریف ہے علامہ جلال الملت والدین جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بان تقولوا یامحمد بل قولوا یا نبی اللّٰہ ویارسول اللّٰہ فی لین وتواضع وخفض الصوت ☆

یعنی یا محمد نام لے کر نداء نہ دو بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ نرمی اور تواضع کے لہجہ میں پست آواز سے کہا کرو۔

یہ تفسیر خازن ہے اس میں اسی آیت کے ماتحت فرماتے ہیں:

لاتدعوا باسمه کما تدعوا بعضکم بعضاً یامحمد یاعبد اللّٰہ ولکن فخموه وعظموه وشرفوه وقولو یا نبی اللّٰہ یارسول اللّٰہ فی لین وتواضع۔

یعنی سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نام لے کر نہ پکارو جس طرح آپس

میں ایک دوسرے کو یا محمد یا عبداللہ کہہ کر پکارتے ہو بلکہ ان کی تعظیم وتکریم کرو اور یوں کہو یا نبی اللہ یا رسول اللہ نرمی اور تواضع کے لہجے میں۔

یہ تفسیر معالم التنزیل ہے: اس میں فرماتے ہیں:

قال مجاهد وقتادة لاتدعوا باسمه كما يدعو بعضكم بعضا يامحمد يا عبد الله ولكن فخموه وشرفوه فقولوا يا نبى الله يا رسول الله فى لين وتواضع۔

یہ تفسیری حسینی ہے علامہ حسین واعظ کاشفی فرماتے ہیں:

ندا کردن شما و اخواندن مر رسول را باید کہ چوں مناجات بیک دیگر نباشد کہ بمجرد نام خوانند بلکہ باید از روئے تعظیم باشد چنانچہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ چہ حضرت جل جلالہ انبیاء را بنداء علامت خطاب کردہ وحبیب خود را بندائے کرامت خطاب کردہ می فرماید۔

یا آدم است باپدر انبیاء خطاب
یا ایہا النبی خطاب محمد است

صاوی حاشیہ جلالین شریف میں ہے:

لاتجعلوا دعاء الرسول بينكم اى نداءه بمعنى لاتنادوه باسمه فتقولوا يامحمد ولا بكنية فقولو يا ابا القاسم بل نادوه وخاطبوه بالتعظيم و التكريم والتوقير بان تقولوا يارسول الله يانبى الله ياامام المرسلين يا رسول رب العالمين يا خاتم النبيين وغيره ذالك واستفيد من الآية انه لا يجوز نداء النبى بغير ما لا يفيد التعظيم لا فى حياته ولا بعد وفاته فبهذا يعلم ان من استخف بجنابه صلى الله عليه وسلم فهو كافر ملعون فى الدنيا والآخرة۔

ترجمہ یعنی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر نہ پکارو جیسے یا محمد، کنیت سے جیسے یا ابا القاسم بلکہ حضور کو تعظیم وتوقیر وتکریم کے ساتھ پکارو مثل یا رسول اللہ یا نبی اللہ یا امام المرسلین یا رسول رب العالمین یا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان آیات سے یہ مستفاد ہوا کہ نداء حیات میں ہو یا بعد وفات اس لئے کہ جو استخفاف واہانت ذات اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کرے وہ کافر ہے دین ودنیا میں ملعون ہے اتنی اور لیجئے! امام جلال الدین سیوطی اپنی تفسیر اکلیل فی استنباط التنزیل میں ارقام فرماتے ہیں:

لاتجعلوا دعاء الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضا فيه تحريم ندائه صلى الله عليه وآله وسلم باسمه بل يقال يارسول الله يا نبى الله و الظاهر استمرار ذالك بعد وفاته الى الآن بلفظه۔

یہ تفسیرات احمدیہ میں ہے:

لا تجعلو نداءه كنداء بعضكم بعضاباسمه لايرفع الصوت مثل يا احمد يامحمد ولكن بلقبه المعظم مثل يا نبى الله ويارسول الله۔

یعنی حضور کو ایسے نہ پکارو جیسے آپس میں نام لے کر پکارتے ہو بلکہ مثل یا نبی اللہ یا رسول اللہ تعظیمی القاب کے ساتھ پکارو۔

یہ تفسیر در منثور میں ہے:

عن ابن عباس قال كانوايقولون يا محمد يا اباالقاسم فنهاهم الله عن ذالك اعظاما لنبيه صلى الله عليه وسلم فقولوا يارسول الله يانبى الله ○

یعنی سلطان المفسرین سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد یا ابا القاسم کہہ کر بلایا کرتے تھے تو حضرت جلت عظمت نے اپنے حبیب کی عظمت وتوقیر بڑھانے کو منع

فرمادیا اور حکم دیا کہ نام لے کر ہرگز نہ پکارو بلکہ یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہا کرو۔

امام عبدالغنی عینی اور ابو نعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی اپنی تفاسیر میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تخریج فرماتے ہیں:

لاتصیحوابہ من بعید یاابا القاسم ولکن کماقال اللہ فی الجواب: ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ۔

یعنی ہمارے محبوب کو دور سے یا ابا القاسم کہہ کر نہ پکارو بلکہ ایسے پکارو جیسے اللہ تعالیٰ نے سورۃ حجرات میں فرمایا۔

تفسیر علامہ ابو سعود میں ہے:

لاتجعلوا نداء ہ کنداء بعضکم بعضاً باسمہ ورفع الصوت والنداء من وراء الحجرات ولکن بلقبہ المعظم مثل یا رسول اللہ یا نبی اللہ مع غایة التوقیر والتفخیم والتواضع مع خفض الصوت فلا یناسب المقام☆

یعنی سرکار کو اس طرح نہ پکارو جس طرح آپس میں پکارتے ہو بلکہ نہایت تعظیم وتوقیر وتفخیم کے ساتھ تواضع وارادت سے یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہہ کر آواز دو۔

تفسیر کبیر میں ہے، علامہ فخرالدین رازی فرماتے ہیں:

لاتنادوا کماینادی بعض بعضاً یامحمد یا اباالقاسم ولکن قولوا یارسول اللہ یانبی اللہ عن سعدبن جبیر۔

یعنی حضور کو ایسے ندا نہ دو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہو یا محمد یا ابا القاسم کہہ کر بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کے ساتھ مخاطب کرو یہ قول حضرت سعد بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔

تفسیر ابن جریر میں ہے:

امر ھم ان یدعوا یارسول اللہ فی لین وتواضع ولا یقولوا یامحمد

یا محمد الخ۔

اللہ نے حکم کیا ہے کہ ہمارے محبوب کو یا رسول اللہ کہہ کر نہایت تواضع اور نرم لہجہ میں پکارو اور یا محمد یا محمد نہ کہو اس میں بے ادبی ہے۔

تفسیر نیشاپوری میں ہے:

عن سعدبن جبیر لا تنادوا باسمہ ولاتقولوا یامحمد لکن یا نبی اللہ یا رسول اللہ مع التوقیر والتعظیم والصوت المخفض O

یعنی سعد بن جبیر فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ کی تفسیر یہ ہے کہ نہ پکارو ہمارے حبیب کو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو آواز دیتے ہو بلکہ یا نبی اللہ یا رسول اللہ تعظیم وتوقیر کے ساتھ نہایت پست آواز سے پکارا کرو انتھی۔

علاوہ ازیں بہت سی تفاسیر ہیں کہاں تک بیان کروں اسی طرح سینکڑوں احادیث موجود ہیں لیکن میں اسی پر اکتفاء کرتا ہوں اور مولانا سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنے غصہ کے بوائلر کو ذرا ٹھنڈا رکھ کر میری طرح مفصل جوابات دیں اگر ہمت ہے تو ورنہ حاضرین کے لطف کو کج مج بیانی سے برائے کرم ضائع نہ فرمائیں۔

مولانا دیکھا آپ نے معلومات اس کو کہتے ہیں اور کورانہ تقلید ناواقفی کے سنے سنائے دلائل تو وہی حقیقت رکھتے ہیں جو عوام پر ظاہر ہو چکے، اب میں انتظار جواب میں بیٹھا ہوں مہربانی فرما کر مہذب لب ولہجہ میں جواب عنایت کریں۔

لامذہب: صاحبو! مولوی صاحب وعظ کہہ کر لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے سوا خاک نہیں جانتے اس طرح ہر جگہ ان کی فتح ہماری شکست ہوئی ہوگی، ہم ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ کہنا ناجائز ہے، جس طرح بعض اسلامی فرقے مثل فرقہ بریلویہ کے السلام علیک یا رسول اللہ کے ورد میں لفظ یا کے ساتھ غیر اللہ کو خطاب کرتے ہیں یہ درست نہیں صرف ذات باری تعالیٰ کے ساتھ یا کا استعمال جائز ہے

اس کے سوا جس کو پکارا جاتا ہے چونکہ ہماری نظروں سے غائب ہے اس لئے یقیناً وہ ہماری نداء نہیں سن سکتا پس یا کے ساتھ خطاب کرنا جائز نہ ہے، اللہ صاحب فرماتے ہیں: کہ

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ○ (الرعد/۱۴)

اور وہ لوگ جو اللہ کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں وہ کسی طرح بھی انہیں جواب نہیں دیتے ہاں اس پکارنے والے کی مثال اس کی سی ہوگی جو پانی کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہتا ہے کہ آتا کہ وہ اس کے منہ تک پہنچ جائے حالانکہ وہ کبھی اس کے منہ تک نہ آئے گا، ایسے ہی کافر غیر اللہ کو پکارتے ہیں اور کافروں کی پکار بالکل رائیگاں جاتی ہے۔

دوم) وَ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ○ (سورۃ جن/۱۸)

اے لوگوں مساجد صرف اللہ کے ذکر کیلئے ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو نہ پکارو!

اللہ صاحب تو فرمائیں کسی دوسرے کو مسجد میں نہ پکارو۔ اور آپ لوگ اور بریلوی فرقہ والے حنفیوں کی مسجد مشہور کر کے ان مسجدوں میں یا غوث دستگیر یا رسول اللہ یا محمد وغیرہ نہ صرف پکارتے ہیں بلکہ ان مسجدوں میں اس قسم کے طغرے بھی لکھتے ہیں۔

اس سے بڑھ کر اور کون گمراہ ہے جو اللہ کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو پکارتا ہے جو

قیامت تک اسے جواب نہ دیں اور ان کی دعاؤں سے غافل ہوں۔

مولوی صاحب کو چاہئے کہ اس طرح جواب دیں، یوں لمبی چوڑی تقریر سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟

مولانا: حضرات میں نے جو کچھ اپنی تقریر میں عرض کیا تھا آپ کو یاد ہوگا اب مولانا صاحب کی تردید بھی آپ سن چکے ہیں، انصاف سے فرمائیں کہ میری ایک دلیل بھی مولانا غلط ثابت کر سکے مجھے حیرت ہے، سوال از آسمان جواب از ریسمان میر امقابل اس طرح پریشان و سراسیمہ کیوں ہے، کہ دعوے کچھ کرتا ہے دلائل کسی امر کے پیش کرتا ہے میرے مناظر کو چاہئے کہ پہلے اپنے حواس درست کر لے اور سوچ سمجھ کر جواب دے، دعویٰ تو یہ کہ یا رسول اللہ کہنا نا جائز اور آیتیں وہ جن کو نداء یا رسول اللہ سے اصلاً کوئی تعلق نہیں اس بدحواسی کا کیا علاج قبل ازیں کہ ہم آیات کی طرف توجہ کریں مولانا کی تقریر کا خلاصہ سمجھا دینا مناسب معلوم دیتا ہے (جلسہ کا شور، ضرور ضرور) مولانا کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ غیر اللہ کو پکارنا نا جائز ہے اس لئے کہ وہ ہماری نظر سے غائب ہیں اس لئے یقیناً وہ ہماری بات نہیں سنتے لہٰذا یا کے ساتھ خطاب کرنا جائز نہیں، کیوں مولانا یہی خلاصہ ہے یا کچھ اور۔

لامذہب: جی ہاں آپ کہے جائیں!

مولانا: تو اس خلاصہ سے یہ کلیہ بر آمد ہوا کہ جو ہماری نظر کے سامنے ہے وہ سنتا ہے اور جو غائب ہے وہ یقیناً نہیں سنتا، تو اب میں مولانا سے دریافت کرتا ہوں کہ میاں میر شاہدرہ وغیرہ اگر ٹیلیفون میں بات کی جائے تو اس کلیہ کے لحاظ سے وہ علما یقیناً نہیں پہنچنا چاہئے مگر مشاہدہ اس کے خلاف ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ سینکڑوں کوس کی آواز بذریعہ ٹیلیفون ہم سُن لیتے اور سُنا دیتے ہیں اور اس کے ذریعہ بڑے بڑے اہم کام پورے ہوتے ہیں علاوہ بریں خدا ہمیں نظر نہیں آتا لہٰذا خدا بھی بزعم سامی

یقیناً نہیں سن سکتا (معاذ اللہ) لہٰذا آپ کو جائز نہیں کہ خدائے قدوس کو بلفظ یا کے ساتھ ندا دیں، اگر مولانا کو نظر آتا ہے تو بتائیں، ہمارے عقیدہ میں تو ان ظاہری آنکھوں سے اس کا نظر نہ آنا ہی اس کے کمال صمدیت کی دلیل ہے نظر وہ آئے جو جسم رکھتا ہو اور جسم وہ رکھے جو مخلوق ہو، اور خدا کا مخلوق ہونا عقلاً نقلاً محال۔

پھر فرشتے جو کراماً کاتبین ہیں وہ بھی نہیں سنتے بزعم مولانا یونہی جو چاہے لکھ لیتے ہوں گے اس لئے کہ وہ کسی کو آج تک ان آنکھوں سے نظر نہ آئے نہ آئیں گے تو ان ایرادات نے مولانا کا کلیہ باطل کر دیا اور یوں ہی ہے تو مولانا جواب دیں، یہ تو آپ کی تقریر دلپذیر از سرتا پا دل گیر کا جواب تھا، اب میں آپ کی تلاوت کردہ آیات کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت مولانا آپ نے جو آیات تلاوت فرمائیں یہ بلاشک وشبہ آیات قرآنی تھیں مگر جناب نے اپنے دعوی کی دلیل ان کو کیسے بنایا یہ آیات تو بت پرستوں کی پرستش پر نازل ہوئیں لایئے مولانا فضل الدین جلالین شریف یہ دیکھئے یہ جلالین شریف ہے آپ کی آیت متلوہ کے ماتحت لکھتے ہیں لہ دعوۃ الحق والدین یدعون بالیاء والتاء یعبدون من دونہ ای غیرہ وہم الا۔

تو خلاصہ یہ ہوا کہ جو لوگ خدا کے سوا بتوں کی پوجا اور پرستش کرتے ہیں انہیں کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔

یدعوا کے معنی آپ نے کئے پکارنے کے اور صاحب جلالین یعبدوا کرتے ہیں یعنی پوجنے کے من دونہ کے ماتحت ہے غیرہ وہم الاصنام فرما رہے ہیں یعنی غیر خدا کے پرستش اور وہ بتوں کی پوجا ہے مولانا اس طرح دھوکہ بازی سے کام چلنا مشکل ہے آخر آپ کے مقابل آپ سے کم نہیں تو زیادہ معلومات والا آپ کا خصم ہے عوام پر یہ دھوکہ کیونکر چلنے دے گا یہ تو خیال کر لینا تھا یا یوں کہیئے کہ آپ کے نزدیک بت

اور انبیاء کرام برابر ہیں، دوسری آیت آپ نے پڑھی وہ بھی بتوں کی مذمت میں ہے چنانچہ اسی تفسیر جلالین میں ملاحظہ ہو۔

ومن اضل ای لا احد اضل ممن یدعو یعبد ومن دون اللہ ای غیرہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ وھم الاصنام لا یجیبون عابدیھم الی شیء یسالونہ ابداوھم عن دعائھم عبادتھم غافلون لانھم جماد لا یعقلون واذا حشر الناس کانوا ای لاصنام لعابدھم اعداء وکانوا بعبادۃ عابدیھم کفرین جاھدین ☆

کون گمراہ تر ہے یعنی نہیں زیادہ گمراہ اس شخص سے جو پرستش کرے غیر خدا کے یدعوا کے معنی صاحب جلالین یعبدوا لکھ رہے ہیں الی آخرت وہم عن دعائھم اے عبادتھم یعنی وہ بت ان کی عبادت سے بے خبر ہیں، فرماتے ہیں، لانھم جماد اس لئے کہ وہ پتھر ہیں، سبحان اللہ دعوی کو وہ کا دلیل گنگوہ کی آیت عبادت اصنام کی مذمت کر رہی ہے لیکن اس جراءت وجسارت کے قربان کہ دھوتے دھوپ دن دہاڑے آنکھوں میں خاک ڈالنے کی ٹھانی سخن پروری تیرا بھلا ہو، ہاں ایک دلیل اور رہ گئی۔

تیسری یہ تھی: ان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احداO (الجن/۱۸)

یہی صاحب جلالین فرماتے ہیں:

ان المساجد مواضع الصلوۃ للہ فلا تدعوا فیھا مع اللہ احدا بان تشرکوا کما کانت الیھود والنصار واذا دخلوا کنائسھم وبیعھم اشرکوا۔

یعنی مساجد نماز پڑھنے کی جگہ اللہ کے واسطے ہیں سوا اللہ کے کسی کی پرستش نہ کی جائے جیسے یہود ونصاری کہ اپنے گرجا وغیرہ میں جا کر شرک کرتے ہیں، اور بھی تفسیر اور مفسرین کر رہے ہیں۔

آپ کی تین دلیلیں تھیں جس سے آپ خود جی میں ذلیل ہو چکے ہوں گے

مولانا! خوف خدا کیجئے ذرا علم کی شرم بھی مرکوز خاطر رکھئے، توبہ توبہ یہ کیا دینی بددیانت ہے، کہ بلا دلیل ذلیل ہونے کو ادھر اُدھر سے لاکر من مانگی تھوپ رہے ہو، یا ذرا صاف لفظوں میں کہہ دیجئے! کہ ہمارے نزدیک اولیاء وانبیاء (معاذ اللہ) سب بت ہیں، اور ہم سب کو جماد سمجھتے ہیں مثل بتوں کے۔ حضرات یہ وہی آیات ہیں جن سے یہ لوگ عوام کو دھوکہ میں ڈال دیتے ہیں اس لئے کہ اس قسم کی آیات میں جہاں کہیں بھی ذکر ہے یدعوا تدعوا کے لفظ کے ساتھ ہے اس لئے کہ بمعنی صرف پکارنے کے لگا کرنا واقف کو پھانس لیتے ہیں مرنے کا خوف ایمان کا خیال ہو تو یہ جراءت نہ ہو، اور اس میں شک نہیں کہ غیر خدا کی پرستش مثل بت پرستوں کے کرنا شرک ہے لیکن جو اولیاء وانبیاء کو مظہر عونِ الٰہی سمجھ کر پکارتے ہیں ان سے استمداد واستعانت کرنے والے مسلمان کیونکر زبردستی مشرک بنادیئے جائیں، یہ ہمارا کام نہیں کہ اچھے خاصے مسلمانوں کو مشرک بنادیں۔ علاوہ ازیں دعا کے الفاظ تو قرآن کریم میں کہیں دعا کہیں یدعوا، کہیں تدعوا کہیں ندعوا وغیرہ کے ساتھ استعمال ہوئے ہیں اس کے چھ معنی وارد ہیں:

اوّل ﴿ بمعنی عبادت چنانچہ سورۂ قصص رکوع ۹ میں ارشاد ہے:

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اور لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

(سورۂ یونس/۱۰۶)

دوم ﴿ بمعنی استعانت چنانچہ سورۂ بقرہ رکوع ۳ میں ارشاد ہے:

وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (بقرہ/۲۳)

سوم ﴿ بمعنی سوال سورۂ مومن رکوع ۶ میں ہے:

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (مومن/۶۰)

چہارم ﴿ بمعنی قول وکلام سورۂ یونس رکوع ۱ میں ہے:

دَعْوٰىهُمْ فِیْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ (سورۂ یونس/۱۰)

پنجم ﴿ بمعنی ندا سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۸ میں ہے:

یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ (بنی اسرائیل/۷۱)

ششم ﴿ بمعنی تسمیہ یعنی نام لے کر پکارنا سورۂ فرقان میں ہے:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ (نور/۶۳)

اب اگر مولانا ہر جگہ ان آیات میں پکارنے کے معنی کرتے ہیں اور اقسام ستہ کا لحاظ نہیں کرتے تو براہ کرم ان آیات کا بھی ذرا ترجمہ فرمائیں!

یٰقَوْمِ مَا لِیْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَى النَّارِ ○

(سورۂ مومن/آیت ۴۱)

اور سورۂ نوح رکوع ۳/آیت ۵، ۶ میں ہے:

رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا ○ فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْٓ اِلَّا فِرَارًا ○

سورۂ یونس رکوع ۳ میں ہے:

وَاللّٰهُ یَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ (سورۂ یونس/۲۵)

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ (سورۂ احزاب/۵)

فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ ○ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ ○ سورۂ علق/۱۷، ۱۸)

وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ (سورۂ رعد/۱۴)

فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَهُمْ (سورۂ کہف رکوع ۷/۵۲)

وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ یَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ○ (کہف/۵۷)

سورۂ کہف ملاحظہ ہو مولانا تو کیا ترجمہ کریں گے لیکن میں آپ کو بتاتا ہوں آیات متذکرہ بالا میں ہی دعا کے مختلف معنی موجود ہیں۔

حضرت مولانا ذرا کتابوں کا مطالعہ کیا کیجئے یوں میدان میں آ کودنا باعث

ذلت ہو جاتا ہے۔

جلالین، مدارک شریف وغیرہ معتبر کتب تفاسیر میں یدعوا کے معنی یعبدوا اور دعاہم کے معنی عبادتہم لکھے ہیں جیسا کہ میں ثابت کر چکا۔

مولانا سخن پروری تابکے آخر مرنا ہے دربار الٰہی اور حضور رسالت پناہی میں پیش ہونا ہے، خوف خدا شرم نبی علیہ التحیۃ والثناء کر کے انصاف پر آئیں اور بچ فرمائیں کہ دعا کے معنی پکارنا کہاں تک صحیح ہیں اگر خدانہ خواستہ یہ صحیح ہو جائے تو دنیا بھر کے عامۃ المسلمین بلا استثناء وہابیہ وغیر مقلدین سب مشرک قرار پاتے ہیں اس لئے کہ غیر اللہ کو ندا کسی نہ کسی صورت میں ہر کس وناکس دیتا ہے۔

خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کے معنی عبادت فرمائے کیا آپ نے یہ حدیث نہیں سنی؟ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ۔

اب میں بغرض تفہیم عوام اور بخیال تفہیم جناب سامی تمام مفسرین کرام کے ارشاد وکلام سنا دیئے اُن آیات کے صحیح معنی بتا دے جو جناب نے اہل سنت کے سر تھوپی تھیں جن سے آپ نے عدم جواز کا استدلال کیا تھا، تمام مفسرین عظام جب لکھ رہے ہیں کہ بت پرست اپنے بتوں کو معبود سمجھ کر پکارتے ان کی عبادت کرتے تھے تب ان آیات سے اس فعل قبیح کی مذمت فرمائی گئی۔

لہٰذا ہم بھی کہتے ہیں کہ جو غیر خدا جل وعلا تبارک وتعالیٰ کو معبود سمجھ کر پکارے اس کی ذات واحد کے سوا کسی کی پرستش کرے وہ علما یقیناً مشرک ہے لیکن انبیاء، اولیاء کو مظہر عون الٰہی سمجھ کر پکارتے ہیں اور معبود ہرگز نہیں جانتے انہیں مشرک بنانے میں کتنے رکعت کا ثواب ملتا ہے؟ جو ضد کی جاتی ہے۔

لامذہب: مولوی صاحب یہ جو کچھ بھی تفاسیر آپ نے پیش کی ہیں ہم کو معلوم ہیں، ہم بھی ان سے بے خبر نہیں ہیں، لیکن یہ سب متعلق حیات ہیں زندگی میں

جائز تھی اور رسول اللہ جبکہ فوت ہو چکے اب ان کے مرنے کے بعد ندا کسی کو جائز نہیں، جیسا کہ اللہ صاحب فرماتے ہیں:

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗۤ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَھُمْ عَنْ دُعَآئِھِمْ غٰفِلُوْنَ○ (احقاف/۵)/

اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہوگا جو سوائے خدا کے کسی کو پکارے جو قیامت تک جواب نہ دے سکے اور وہ اس کے پکارنے سے بے خبر ہیں۔

ہم تو صاف صاف اپنے دعوے کو بدلائل بیان کر چکے ہیں لیکن آپ اسے اُلجھن میں ڈال کر عوام میں غلط فہمی بڑھاتے ہیں۔

مولانا: جناب والا! اول تو آیات کریمہ میں عموم واطلاق ہے اور یہ اصولی قاعدہ ہے کہ مطلق کو اپنے اطلاق پر چھوڑا جائے جب تک اس کے ہم مرتبہ نص تفسیر نہ کرے، چنانچہ مقلدین نے بھی حسب قاعدہ تفسیر میں عموم واطلاق رکھا پھر آپ کو کیا حق ہے کہ بلا دلیل قید حیات وممات لگا کر مطلق کو مقید بہ حیات کرتے ہیں۔

لیکن خیر جانے دیجئے! یہ حاشیہ صاوی ہے۔ آپ کو یاد نہیں رہا میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں، خیر پھر سن لیجئے، جو تحت آیت کریمہ لاتجعلوا دعاء الرسول کے فرماتے ہیں:

وخاطبوہ بالتعظیم والتکریم والتوقیر بان تقولوا یارسول اللہ یانبی اللہ یاامام المرسلین (الی) واستفید من الآیۃ انہ لایجوز نداء النبی بغیر مایفید التعظیم لافی حیاتہ ولا بعد وفاتہ، فبھذا یعلم ان من استخف بجنابہ صلی اللہ علیہ وسلم فھو کافر الی آخرہ۔

یعنی ان آیات سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ بجز ان صیغوں کے جس میں تعظیم وتکریم ہے کسی اور صیغہ کے ساتھ پکارنا حرام ہے عام ازیں کہ یہ ندا حیات میں ہو یا

بعد وفات اس لئے کہ استخفاف واہانت ذاتِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کرنے والا کافر ہے۔

یہ شرح شفا قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ ہے، اس میں حضرت مولانا علامہ یگانہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ماتحت آیہ کریمہ لاتجعلوادعاء الرسول کے ارشاد فرماتے ہیں:

(لاتنادوا باسمه نداء بعضكم لبعض) اے باسمه الذی سماه ابواه (ولكن عظموه) اے باطنا (ووقروه) اے ظاهرا (وناد وه باشرف مايحب) اے مايعجبه (ان ينادى به) اے من وصف رسالته اونبوته بان تقولوا (يارسول الله يا نبى الله) اے وامثالهما فى نحوياحبيب الله ياخليل الله وهذا فى حياته وكذا بعد وفاته فى جميع مخاطباته۔

اور اسی میں ماتحت آیہ کریمہ فاذا دخلتم بيوتافسلمواعلى انفسكم تحریر فرماتے ہیں:

قال اے ابن دینار وهومن كبار التابعين المكيين وفقهائهم ان لم يكن فى البيت احد فقل السلام على النبى ورحمة الله وبركاته اے لان روحه عليه السلام حاضر فى بيوت اهل الاسلام۔

عبارت اول کا خلاصہ تو یہ ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو ایسے ندا نہ دو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو بلکہ یارسول اللہ یا نبی اللہ یا حبیب اللہ یا خلیل اللہ، وغیرہ القاب تعظیم وتکریم کے ساتھ پکارو اور یہ حکم جیسا زندگی میں ہے اسی طرح بعد وفات کے۔

اور عبارت دوم، کا خلاصہ یہ ہے کہ ابن دینار رضی اللہ عنہ جو کل مکہ والوں کے مسلمہ بڑے زبردست تابعی عالم ہیں فرماتے ہیں کہ اگر تم ایسے گھر میں جاؤ جہاں

کوئی نہ ہو تو کہو السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اس لئے کہ روح مطہر سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان کے گھر جلوہ گر رہتی ہے۔

کہئے مولانا اب بھی کچھ تسلیم کرنے میں عار باقی ہے جانے دیجئے آپ کے ہی امام حافظ ابن القیم الجوزیہ کتاب الروح میں لکھتے ہیں:

ابن عبدالبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُرُّ عَلٰى قَبْرِ اَخِيْهِ كَانَ يَعْرِفُهٗ فِى الدُّنْيَا فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيْهِ رُوْحَهٗ حَتّٰى يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ○

کوئی مسلمان نہیں کہ گذرے اپنے اس بھائی کی قبر پر جس کو وہ دنیا میں جانتا تھا اور سلام کرے مگر اللہ اس کی روح اس کی طرف لوٹاتا ہے یہاں تک کہ وہ سلام کا جواب دے۔

لکھتے ہیں کہ حضور نے فرمایا:

اِنَّ الْمَيِّتَ يَسْمَعُ قَرْعَ نعال (الماشين) له اذا تفرقوا عنه ○

میت جانے والوں کے جوتوں کی آواز سنتی ہے جبکہ وہ لوٹتے ہیں۔

آگے فرماتے ہیں:

وقدشرع النبى صلى الله عليه وسلم لامته اذاسلموا على اهل القبور ان تسلموا عليهم بسلام من يخاطبونه فيقول السلام عليكم دارقوم مومنين وهذا خطاب لمن يسمع ويعقل ،ولو لاذالك لكان هذا الخطاب بمنزلة خطاب العدوم ،والجماد والسلف مجمعون على هذاوقد تواترت ا لآثار منهم بان ا لميت يعرف زيارت الحى له ويستبشربه ☆

مختصر یہ کہ فرماتے ہیں السلام علیکم دار قوم مومنین کا خطاب اس کے لئے ہے جو سنتا ہے اور سمجھتا ہو، اور اگر وہ نہیں سنتا تو فرماتے ہیں پھر یہ خطاب معدوم کو ہو جائے

گا جاوی کے لئے۔

مولانا اب تو راہ راست پر آیئے انکار اصرار کو بالائے طاق فرمایئے آپ کے ہی امام فرما رہے ہیں کہ حضور تو حضور عام مسلمان سنتے اور بجھتے ہیں یہی مضمون تفسیر کبیر، تفسیر در منثور، تفسیر ابن عباس، تفسیر ابن جریر، تفسیر خازن، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر احمدی، تفسیر نیشاپوری، تفسیر حسینی، تفسیر معانی وغیرہ میں مفصل موجود ہے اور ایک روایت ابن قیم کی علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں:

وقال ابن القيم الاحاديث والآثار تدل على ان الزائر متى جاء علم به المزور سمع كلامه وانس به ورده سلامه عليه وهذا عام فى حق الشهداء وغيرهم۔

ابن قیم نے لکھا کہ احادیث اور آیات اس امر پر دال ہیں کہ زائر جب جاتا ہے صاحب مزار کے پاس تو اسے معلوم ہوتا ہے اور وہ اس کا کلام سنتا ہے موانست اختیار کرتا ہے، سلام کا جواب دیتا ہے اور یہ عام ہے حق شہداء اور غیر شہداء میں۔

اور انبیاء کرام کے متعلق خاص حدیث موجود ہے (مولانا ذرا مشکوۃ دیکھئے) یہ خطاب مولوی فضل الدین صاحب سے تھا جو کتابیں ہمراہ لے کر تشریف لائے تھے) ملاحظہ ہو!

إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ○

اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرما دیا ہے کہ وہ اجساد انبیاء کو کھائے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں رزق دیے جاتے ہیں۔

شفاء السقام میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ

بیشک انبیاء کرام زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔

اور عمل نماز کا تعلق جوارح سے، اور جوارح بغیر جسم متحقق نہیں ہو سکتی ہیں۔

اور سب جانے دیجئے آپ کے پیشوا اور امام حافظ ابن قیم منتقی الاخبار میں لکھتے ہیں بتایئے مولانا (یعنی مولانا فضل الدین صاحب)

یہ لیجئے منتقی الاخبار ہے:

عن اوس ابن اوس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من افضل ايامكم يوم الجمعة فيه خلق آدم وفيه قبض وفيه النفخة وفيه الصعقة فاكثروا علىّ من الصلاة فيه قال صلوتكم معروضة علىّ قالوا يارسول الله وكيف تعرض عليك صلوتنا وقد ارمت يعنى وقد ...... فقال ان الله عزوجل حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء رواه الخمسة الا الترمذى○

اور لیجئے شوکانی جو آپ کے مشہور پیشوا ہیں شرح منتقی الاخبار میں لکھتے ہیں:

قوله وقد ارمت بهمزه مفتوحه وراء مكسورة وميم ساكنة بعدها تاء المخاطب المفتوحة (یہ تو وارمت) کا حلیہ بتا رہا ہے آگے کہتے ہیں:

والاحاديث فيها شرعية للاكثار من الصلوة على النبى يوم الجمعة وتعرض عليه وانه فى قبره وقد اخرج ابن ماجه باسناد جيد انه صلى الله عليه وسلم قال ...... ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء وفى رواية للطبرانى ليس من عبد يصلى على الا بلغتنى صلوة قلنا وبعد وفاتك قال وبعد وفاتى ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء۔

آگے چل کر لکھتے ہیں:

وقد ذهب جماعة من المحققين الى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حى بعد وفاته وانه يسير بطاعات المقربين وان الانبياء لايبلون مع ان مطلق الادراك كالعلم والسماع ثابتة لسائر الموتى۔

مختصر یہ کہ ابن تیمیہ اور شوکانی بھی ان احادیث کے قائل ہیں کہ انبیاء کرام کا جسم زمین پر حرام ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہ انبیاء کرام بعد وفات بھی زندہ ہیں اور وہ اعمال امت سے خوش ہوتے ہیں، اور نہ صرف انبیاء بلکہ ادراک میں مثل علم اور سماعت وغیرہ کے تمام اموات مساوی ہیں یعنی سب سنتی اور جانتی ہیں۔

مولانا اب تو مانو گے یا مزید براں تسکین کے لئے شوکانی کی روح منگواؤں اور شوکانی تو زور دیکر لکھتے ہیں کہ محققین کی جماعت اس پر غالب ہے۔

حضرات اب تو آپ بھی سمجھ گئے ہوں گے کہ نہ صرف حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ بجسد عنصری ہیں بلکہ عام خلائق کو اللہ نے یہ مرتبہ عنایت فرمایا ہے کہ وہ زائر کو جانتے اور اس کے قول کو پہچانتے ہیں۔

جلسہ: کا شور جزاک اللہ!

آہا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا اسکے متعلق قبل اس کے کہ میں دلائل نقلیہ پیش کروں، پہلے دلائل عقلی سے فیصلہ کیجئے کیوں مولانا ساری دنیا میں ایک آفتاب ایک ماہتاب ہے اور زمین سے آسمان تک پانچ سو برس کی راہ، آفتاب فلک چہارم پر اور ماہتاب فلک اول پر فرمایئے یا ایک آن ایک لحظہ میں ہر ایک ملک ہر ایک گھر ہر ایک شہر میں حاضر و ناظر ہے یا نہیں، شرق سے غرب تک جنوب سے شمال تک ایک آفتاب ایک ماہتاب کو تمام عالم دیکھتا ہے اور تمام عالم میں حاضر رہتا ہے یا نہ اسی کی روشنی سے تمام خلق خدا فائدہ اٹھاتی ہے یا نہیں باوجودیکہ وہ ایک ذرہ ہے نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔

اور نور اقدس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات کی علت ہے اور تمام مخلوقات اس کی معلول حضور باعث ایجاد عالم سبب تخلیق آدم ہیں آپ کے نور کرامت ظہور سے تمام اشیاء عالم پیدا ہوئیں حدیث میں ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

حضور سے عرض کی کہ تمام مخلوق سے پہلے حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے کس چیز کو پیدا فرمایا، ارشاد ہوا:

یاجابر ان الله خلق نور نبيك محمد صلى الله عليه وسلم قبل الاشياء ○

اے جابر تمام اشیاء سے قبل تیرے نبی کے نور کو اللہ نے پیدا فرمایا۔

تو جب آفتاب ایک ذرہ ہے نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور پھر تمام عالم میں حاضر و ناظر ہو تو حضور کے حاضر ناظر ہونے میں کیا کلام ہو سکتا ہے۔

ہاں اتنا فرق ہے کہ حضرت عزت عظمت تبارک وتعالیٰ کے پیدا کرنے سے ذات اقدس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئی اسی طرح اس کے بنانے سے حاضر و ناظر ہوئے بالذات حاضر و ناظر ذات الٰہی اور بالعطا ذات رسالت پناہی اور اس فرق کو تمام اہل جہاں خوب سمجھتے ہیں بالذات ذات اقدس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی مسلمان حاضر و ناظر نہیں جانتا۔

جلسہ کا شور بیشک

ایک کمال بھی ذات اقدس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں بالذات جاننے کو ہر مسلمان کفر جانتا ہے، لیکن مسلمان کو مشرک کافر زبردستی بنانے کا تو ذکر ہی کیا خدا توفیق انصاف عطا فرمائے۔

علاوہ بریں یوں سمجھئے کہ جب حق تعالیٰ ہر وقت ہر آن ہر لحظہ ہر دقیقہ حاضر وناظر بالذات ہے تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کہ مظہر صفات الٰہی ہیں، کیونکر بالعطا حاضر وناظر نہ ہوں گے دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے کہ بالذات چاند میں نور نہیں جو کچھ ہے وہ سورج کا عطیہ ہے تو جس طرح آفتاب کے مقابل جب قمر آتا ہے تو روشن ومنور ہو جاتا ہے، اسی طرح آفتاب الوہیت کے مقابل ماہتاب رسالت آ کر مستنیر ہو گیا خود بالذات کچھ نہ تھا، بالفاظ دیگر یوں سمجھ لیجئے کہ جب آئینہ کو آفتاب کے مقابل کریں تو وہ عکس آفتاب سے آفتاب کے جلوے ظاہر کرنے لگتا ہے، اسی طرح آئینہ رسالت جب آفتاب الوہیت کے مقابل آیا، تو جلوۂ الوہیت کے چمکارے مارنے لگا، پھر بوساطت قمر نبوت تمام عالم انوار آفتاب الوہیت سے مستنیر ہو گیا، یہی سبب ہے کہ فرمایا:

واللہ ھو المعطی وانا القاسم ○

اللہ عطا فرماتا ہے ہم دیتے ہیں۔

یعنی آفتاب احدیت ماہتاب رسالت کے اندر جلوہ ڈال کر عالم کو مستنیر کرتا ہے۔

تعجب اور سخت تعجب ہے کہ آفتاب تو عالم میں روشن وجلوہ افروز ہوا اور منبع انوار احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کے نور کا آفتاب پرتو اور ایک ذرہ ہے عالم میں جلوہ افروز ہو کر حاضر وناظر نہ ہوں حق یہ ہے کہ کور چشم تیرہ قلب کو عظمت ذات رسالت نظر ہی نہیں آتی، لیکن ان کو نظر نہ آنے سے وجود آفتاب معدوم نہیں ہو سکتا۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　　چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

اُس آفتاب رسالت کا اس میں کیا قصور ان خفاش چشموں کی آنکھو کا قصور ہے، یہ جو منکر ہیں اپنے دل کی آنکھ کا علاج کرائیں ان کے انکار سے حضرت

مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا حاضر وناظر ہونا غلط نہیں ہو سکتا، سنیے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَالْخَلْقُ کُلُّھُمْ مِنْ نُوْرِیْ ○

میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام مخلوق میرے نور سے ہے۔

اور قرآن پاک سے بھی اس ذات منور کا نور مجسم ہونا ثابت ہے:

قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ○

اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور مجسم اور کتاب روشن آ گئی۔

مسلمانو! جب حضور کا مجسم ہونا قرآن سے ثابت ہے تو فرمائیں نور کو کون چیز حاجب ہو سکتی ہے، خیر عقلی دلائل کا ہی اس قدر ہجوم ہے کہ نقل کی طرف جانے کی مہلت ہی نہیں دیتیں، لیکن منصف کو ایک معقول بات کافی ہوتی ہے اور ہٹ دھری کو عمر بھر سمجھاؤ، تو وہی مرغے کی ایک ٹانگ رہتی ہے لہٰذا اسی پر اکتفاء کر کے دلائل نقلیہ پیش کرتا ہوں، قرآن شریف میں ارشاد ہے:

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ○

اس آیت کریمہ میں مولیٰ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب دانائے کل غیوب جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب فرماتا ہے، اور ارشاد فرماتا ہے کہ بیشک اے نبی بھیجا ہم نے تم کو شاہد یعنی گواہی دینے والا تمام امم اور تمام انبیاء علیہ الصلاۃ والسلام پر۔

تفسیر خازن میں ماتحت آیہ کریمہ فرماتے ہیں:

شاھدا للرسل بالتبلیغ وقیل شاھدا علی الخلق کلھم یوم القیمۃ

اور ملاحظہ ہو تفسیر معالم التنزیل میں ہے:

ای شاھدا للرسل بالتبلیغ ومبشرا لمن آمن بالجنۃ ونذیرا لمن

كذب بآياتنا من الكفار۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ○

تفسیر معالم التنزیل میں ماتحت آیہ کریمہ مذکور ہے:

وماهو يعني محمد صلى الله عليه وسلم على الغيب (اى الوحى وخبر السماء وما اطلع عليه مما كان غائبا عنه من الانباء والقصص بضنين قرء اهل مكة والبصرة والكسائى بالظاء اى بمتهم، يقال...... وقراء الآخرون بالضاد اى يبخل يقول انه ياتيه علم الغيب فلا يبخل به عليكم بل يعلمكم ويخبركم به ولا يكتمه كما يكتم الكاهن ماعنده حتى ياخذ عليه حلوانا۔

اور ایسا ہی خازن میں ہے:

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان ہیں اور تمہیں علم غیب بتانے میں بخل نہیں کرتے بلکہ سکھاتے اور خبر دیتے ہیں وہ نہیں چھپاتے جیسے کاہن حلوے کے لالچ میں چھپاتے ہیں۔

اور آیہ کریمہ فكيف اذا جئنا من كل امة بشهيد وجئنا بك على هؤلاء شهيدا کے ماتحت تفسیر مظہری میں ہے:

وجئناك يا محمد على هؤلاء يعنى امتك امة الدعوة شهيداء يشهد النبى صلى الله عليه وسلم على جميع الامة من راه ومن لم يره۔

یعنی گواہی دیں گے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روز قیامت ہر اس شخص کی جس نے آپ کو دیکھا اور جس نے نہ دیکھا۔

پھر ایک حدیث حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرمائی:

...... قَالَ لَيْسَ مِنْ يَوْمٍ اِلَّا وَتُعْرَضُ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم اُمَّتُهٗ غُدْوَةً وَّعَشِيَّةً فَيَعْرِفُهُمْ بِسِيْمَاهُمْ وَاَعْمَالِهِمْ فَلِذٰلِكَ يَشْهَدُ عَلَيْهِمْ ○

کوئی دن ایسا نہیں مگر پیش آپ کی امت کو صبح شام آپ پر پیش کیا جاتا ہے اور آپ ان کو ان کی نشانی اور ان کے اعمال سے پہچانتے ہیں اسی وجہ سے حضور ان پر گواہ ہوں گے۔

اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں ماتحت آیت کریمہ ویکون الرسول علیکم شهیدا تحریر فرماتے ہیں:

یعنی باشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بہ نور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام رتبہ از دین من رسیدہ وحقیقت ایمان او چیست وحجابے کہ بداں از طرق محجوب ماندہ است کدام است پس او مے شناسد گناہاں شمارا ودرجات ایمان شمارا واعمال نیک وبد شمارا واخلاص ونفاق شمارا لہذا شہادت او در دنیا بحکم شرع در حق امت مقبول وواجب العمل است۔

اور ظاہر ہے کہ شہادت کے لئے مشاہدہ لازمی ہے ورنہ شاہد کی شہادت غیر معتبر اور شرعاً ناجائز۔ تمام فقہاء نے اس کی تصریح فرمائی کہ جو شخص بلا دیکھے کسی کی گواہی دے تو اس کی گواہی عند الشرع مردود ونامقبول ہے اور علامہ محقق شیخ مدقق مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب جامع البرکات میں تحریر فرماتے ہیں: (مولانا فضل الدین صاحب سے لایئے جناب)

ہاں صاحب یہ جامع البرکات ہے ملاحظہ ہو لکھتے ہیں:

وے صلی اللہ علیہ وسلم بر احوال واعمال امتاں مطلع است وبر مقربان و

خاصانِ خود مدد و مفیض است، وحاضر وناظر۔

کچھ سمجھے مولانا یا اب بھی مرغی کی ایک ہی ٹانگ ہے، اور لیجئے طبری کی حدیث ملاحظہ ہو لکھتے ہیں: جب آیت کریمہ انا ارسلناك شاهدا نازل ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب باری میں عرض کیا کہ اے رب تو نے میرے واسطے یہ مشروع فرمایا کہ بغیر دیکھے کسی کی شہادت نہ دوں پھر میں کیسے گواہی بروز قیامت دے سکوں گا؟

فاوحى الله تعالىٰ اليه ايها الهسد نحن نسرى بك الينا ملكوة الاعلى○

جناب عزت جل مجدہ نے وحی فرمادی کہ اے سرور عالم ہم آپ کو اپنی طرف بلائیں گے تاکہ تمام ملکوت اعلیٰ کا مشاہدہ کرو۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ بخاری شریف میں ہے کہ شب معراج عرش عظیم سے میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکا

فَعَلِمْتُ بِهَا مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ○

پس بہ سبب اس کے جان لیا میں نے جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا۔

ان دلائل سے ثابت ہوگیا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رب العزت نے ملکوت السموت والارض کا شاہد بنادیا، علم اولین وآخرین عطا فرمایا، رب العزت نے ازل سے ابد تک جو کچھ ہوا جو کچھ ہوگا جو کچھ ہو رہا ہے، سب ظاہر کردیا کوئی ذرہ زمین میں ایسا نہیں جس کے حضور ناظر نہ ہوں ہمارے تمہارے سب کے اقوال وافعال اور موجودہ گفتگو سب ان پر ظاہر وعیاں ہے۔

اور طبرانی میں بسند صحیح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهَا وَاِلٰی مَا هُوَ کَائِنٌ فِیْهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ هٰذِهٖ○

بیشک اللہ عزوجل نے میرے سامنے دنیا ومافیہا اٹھائی اور میں اس کی طرف اور اس میں قیامت تک جو ہونے والا ہے ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی۔

دوسری حدیث میں ہے جس کو ترمذی وغیرہ اکابر محدثین حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

رَاَیْتُهٗ عَزَّوَجَلَّ وَضَعَ کَفَّهٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَ اَنَامِلِهٖ بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَّعَرَفْتُ○

اور بخاری شریف میں بجائے عرفت کے فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہے یعنی میں نے رب عزوجل کو دیکھا کہ اس نے اپنا ید قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان میں رکھا پس میں نے اس کے پوروں کی برودت اپنے سینے کے درمیان محسوس فرمائی پھر مجھ پر ہر شئے روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لیں یا جو کچھ زمین وآسمان میں ہے سب جان لیا۔

پھر بخاری شریف میں ہے، حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَامَ فِیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قِیَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ○

ہم میں ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر ابتداء خلق سے بیان فرمانا شروع کیا یہاں تک کہ جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں داخل کردیے گئے۔

مسلم شریف میں عمر بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ سے ہے:

ایک دن رسول اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز فجر کے بعد سے طلوع

آفتاب تک خطبہ فرمایا درمیان کی نمازوں کیلئے وقفہ فرمایا:

فَأَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ○

خبر دی ہم کو ہر اس بات جو قیامت تک ہونے والی ہے۔

یہاں تک حدیثیں دکھائی ہیں اب قرآن سے بیان ہوتا ہے:

وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما☆

یعنی احکام وامور الدین...... من علم الغیب مالم تکن............ شرع سے امور دین سے تم کو سکھادیا اور فرمایا علم غیب سے جس غیب کو آپ نہ جانتے تھے، اور فرمایا سکھادیا ہم نے اے حبیب تم کو ہم نے خفیہ امور پر مطلع کیا خطرات قلوب عالم اور احوال منافقین اور ان کی مکاریوں پر جن کو تم نہیں جانتے تھے ان پر مطلع کیا۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ○ صاحب تفسیر خازن فرماتے ہیں:

قال السدی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عُرِضَتْ عَلَيَّ أُمَّتِي فِي صُوَرِهَا فِي الطِّيْنِ كَمَا عُرِضَتْ عَلَى آدَمَ وَعَلِمْتُ مَنْ يُّؤْمِنُ بِي وَمَنْ يَّكْفُرُ بِي فَبَلَغَ ذٰلِكَ الْمُنَافِقِيْنَ فَقَالُوْا اسْتِهْزَاءً زَعَمَ مُحَمَّدٌ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمَنْ يَّكْفُرُ مِمَّنْ لَّمْ يُخْلَقْ بَعْدُ وَنَحْنُ مَعَهُ وَمَا يَعْرِفُنَا فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ طَعَنُوْا فِي عِلْمِي لَا تَسْأَلُوْنِي عَنْ شَيْءٍ فِيْمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ إِلَّا أَنْبَأْتُكُمْ بِهٖ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِيُّ فَقَالَ مَنْ أَبِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ حُذَافَةُ فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَبِالْقُرْآنِ إِمَامًا وَبِكَ نَبِيًّا وَاعْفُ عَنَّا عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ ثُمَّ نَزَلَ

عَنِ الْمِنْبَرِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْآيَةَ○

جس کا مختصر ترجمہ یہ ہے کہ حضور نے فرمایا مجھ پر میری امت اپنی اپنی صورت پر ایسے حالت میں پیش کی گئی کہ ابھی وہ مٹی میں تھی جیسے کہ آدم علیہ الصلاۃ و السلام پر پیش ہوئی تھی، اور میں جانتا ہوں جو مجھ پر ایمان لائے گا، اور جو کفر کرے گا، جب یہ خبر منافقین کو پہنچی وہ استہزاء کرنے لگے تو حضور نے وعظ فرمایا اور کہا کہ قوم کے لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ میرے علم میں طعن کرتے ہیں نہ پوچھو گے تم مجھ سے قیامت تک کے حالات مگر میں بیان کروں گا۔ چنانچہ عبداللہ بن حذافہ سہمی کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا: حضور میرا باپ کون تھا؟

فرمایا: حذافہ تھا۔

یہ سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا: حضور ہم معافی چاہتے ہیں اور اسلام پر راضی ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ فرمایا اب تو باز رہو گے اب تو باز رہو گے، یعنی ایسی یاوہ گوئی سے اب تو عہد کرتے ہو پھر آپ منبر سے اتر آئے اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ○

یعنی اللہ کی شان یہ نہیں ہے کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے۔

ان آیات واحادیث سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ماکان ومایکون عطا فرمایا ملکوت السموت والارض کا شاہد بنایا جس کا انکار نہ کرے گا مگر گمراہ۔

دیکھا آپ نے علامہ علاء الدین صاحب تفسیر خازن نے کتنی صاف اور روشن حدیث دلیل میں ذلیلوں کو ذلیل کرنے کے لئے پیش کی فرماتے ہیں اس پر منافقین نے استہزاء کیا اور کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم اب تو یہ دعوے کرتے ہیں کہ مجھے ان کا بھی علم ہے جو مجھ پر ایمان لائیں گے اور ان کا بھی جو کفر کریں گے، اور وہ ابھی تک پیدا بھی نہیں ہوئے۔

الحمدللہ کہ میں اپنا فرض ادا کر چکا مولانا ان دلائل کا جواب دیں یا مناظرے سے فرار، لیکن میرے پاس بحمدہ تعالیٰ اس سے زیادہ دلائل ہیں چونکہ مثل مولانا کے میں زیادہ پوٹ کتابوں کی نہیں لایا ہوں اس وجہ سے موجودہ کتابوں سے جو دلائل پیش کئے وہ منصف کے لئے کم نہیں اور نہ سمجھنے والے کو خدا سمجھے ہاں مولانا انصاف سے جواب دیجئے اب میں جواب سننے کے لئے بیٹھتا ہوں۔ (نعرہ حاضرین جلسہ کی طرف سے، اللہ اکبر، جزاک اللہ۔

لامذہب: صاحبو آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ ہم نے کس خوش اسلوبی سے مولانا پر دلائل کے ساتھ اپنے دعوے کو ثابت کیا لیکن افسوس مولانا سوائے وعظ کہنے کے کچھ نہیں جانتے، ہم پھر ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں کہ ہم نے یارسول اللہ کو ناجائز نہیں کہا مگر مولوی صاحب نے جس طرح دلائل پیش کر کے آپ کو یہ سمجھایا در اصل حق کو چھپایا، بیضاوی کو ہم بھی دیکھے ہوئے ہیں مجھے تعجب ہے کہ میرے مدمقابل کیوں اس نداء کو مرنے کے بعد بھی جائز قرار دے رہے ہیں، زندگی میں جائز تھا اب وہ فوت ہو چکے ہیں اب جائز نہیں۔ صاحبو! آپ لوگ جو یہ درود پڑھتے ہیں صلی اللہ علیک یارسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ اس کا ثبوت نہ صحابہ سے بلکہ حدیث سے جو درود ثابت ہے وہ ہم اہل حدیث پڑھتے ہیں:

اللھم صلی علی محمد وعلی آل محمد

یا نماز والا درود جو آپ کے ارشاد کے مطابق ہے، اور

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہِ

کا درود یزید کے متبعین نے ایجاد کیا تھا کیونکہ ان کو آل کے ساتھ بغض تھا،

لامذہبوں کا مولوی اتنا کہنے پایا تھا کہ اس دل آزار جملے نے تمام حاضرین کو برہم کر دیا اور جناب حاجی شمس الدین صاحب توڑے والے سے نہ رہا گیا تو غضبناک آواز میں للکارے کہ او مردک خاموش بک بک مت کر کچھ ہمت ہے تو جواب دے، گالی دینے سے تیرا پیچھا نہیں چھوٹ سکتا، قریب تھا کہ جلسہ میں فساد ہو جائے، لیکن صدر صاحب نے کھڑے ہو کر تمام اہل جلسہ کی برہمی کو روکا اور فرمایا کہ حضرات اللہ صبر کیجئے میں امن کا ذمہ دار ہوں فساد اچھا نہیں ان موذیوں کو سوائے اس کے کچھ نہیں آتا حق و باطل کا امتیاز ہو گیا، پھر سپرنٹنڈنٹ صاحب نے کھڑے ہو کر لامذہب مولوی سے کہا کہ مولوی صاحب جب آپ کو بات کرنے کی تمیز نہیں ہے تو آپ مناظرہ کی جراءت کر کے کیوں آگئے آپ نے مسلمانوں کی سخت دل آزاری کی ہے آپ کو اپنے جملے واپس لینے چاہئیں۔

لامذہب: صاحبو میں نے اپنی دانست میں کوئی گستاخانہ جملہ نہیں کہا اگر آپ کو ناگوار گزرا ہو تو معاف کیجئے!

سپرنٹنڈنٹ صاحب: تم بھی عجیب آدمی ہو علانیہ گالی دیتے ہو اور پھر کہتے ہو میں نے کوئی گستاخی نہیں کی یا تو آپ اپنے جملے واپس لیں ورنہ میں قانونی عمل درآمد کرتا ہوں لامذہب مولوی کے ہوش اڑ گئے اور فوراً با آواز بلند کہنے لگا۔

صاحبو! میں اپنے جملے واپس لیتا ہوں اور آپ صاحبوں سے معافی چاہتا ہوں، حق تو یہ ہے کہ مولانا کے سکون بخش اشارے سے اور صدر صاحب کی تقریر نے جلسے کے فساد کو روکنے میں جادو کا سا اثر کیا ورنہ فریق مخالف کی جمیعت معہ مناظر کے

بری طرح لوٹتے، الغرض مولانا نے کھڑے ہوکر آخر میں فرمایا:

حضرات: مولوی عبدالمجید صاحب نے تو اس درود کو یزیدیہ ہی فرمایا جس سے آپ کو یہ جوش ہوا لیکن ان کے بڑے تو اس سے بھی بڑھ کر نہ صرف ہمیں آپ کو سب وشتم کر چکے ہیں، بلکہ ذات اقدس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت کر چکے ہیں، لیکن میں مناسب نہیں سمجھتا کہ اس کے ظاہر کرنے میں خود فساد ہے مولوی صاحب کو اختیار ہے مجھے چاہے جتنی گالیاں دیں لیں، میں گالیاں سننے کو تیار ہوں چڑھا ہوا آدمی تو سنا ہے کہ پتھر مارا کرتا ہے، اس کی پرواہ نہیں مگر میرے دلائل کا جواب دیں یا لاجواب ہونا تسلیم کریں اور الصلوة والسلام علیك یارسول الله یہ فرض محال اگر یزیدیوں کا ایجاد کردہ ہے تو اس کا ثبوت دیجئے۔

آپ کے پیشوا مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی اپنے رسالہ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں اور اوفتحیہ کے پڑھنے کے واسطے یوں ارقام فرماتے ہیں:

فریضہ نماز بامداد گذارد و چون سلام دهد به آواز اور اوفتحیه خواندن مشغول شود که از برکات انفاس هزار وچهار صدر ولی کامل شده است۔

حضرات اورادفتحیہ کے پڑھنے سے مولانا دہلوی فرماتے ہیں کہ چودہ سو ولی کامل ہو گئے، یہ اورادفتحیہ ہے اس میں منقول ہے:

الصلوة والسلام علیك یارسول الله الصلوة والسلام علیك یاحبیب الله الصلاة والسلام علیك یاخلیل الله ......الخ۔

تو حضرات خود سمجھ لیں کہ جن کو یہ پیشوا مانتے ہیں وہ بھی اس درود شریف کی برکت ورد سے چودہ سو ولی بن جانا تحریر فرماتے ہیں، خدا ہدایت دے اور توفیق ادب

عنایت فرمائے، اور مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب مأۃ مسائل کے چوبیسویں سوال کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ اگر درود وسلام پہنچانے کے لئے یارسول اللہ کہہ کر ندا دے تو جائز ہے۔

مولانا فضل الرحمن صاحب ذرا مأۃ مسائل تو دیجئے!

لیجئے! یہ مأۃ مسائل ہے، لکھتے ہیں:

اگر کسے یارسول الله بگوید برائے رسانیدن درود وسلام جائز است۔

اس جواب کی اگرچہ چنداں ضرورت نہ تھی لیکن اس وجہ سے مناسب سمجھا کہ مبادا گھر پہنچ کر مولانا یوں نہ کہہ دیں کہ ہمارے آخری سوال کا جواب تو دیا ہی نہیں، اب مولانا کیا کہیے گا۔

لو آپ اپنے جال میں صیاد آ گیا

اب تو ذرا سوچ کر مولانا کچھ کہیں گے شاہ محمد اسحاق صاحب ہی اگر یزید درود کے بتانے والے ہیں تو اللہ رحم کرے! آپ بچ کر کہاں جائیں گے؟

لامذہب: مولوی صاحب آپ شاہ صاحب کے تو مقلد نہیں ہیں پھر ان کی تقلید سے آپ کیسے کہتے ہیں؟

مولانا: یہ تو جواب میرے دلائل کا نہیں، آپ کہہ دیجئے کہ ہم شاہ صاحب کو نہیں مانتے تاکہ میں آپ کے پیشواؤں کی تحریر سے ثابت کروں کہ آپ سچ کہتے ہیں

لامذہب: حضرت آپ نے دیکھ لیا ہوگا کہ ہمارے سوالات کا جواب کیا دیا اور ہم نے اپنے دعوے کے ثبوت میں کیسے واضح دلائل بیان کئے اب چونکہ رات بہت گذر گئی ہے، لہٰذا مناظرہ ختم کیجئے! السلام علیکم ○ جلسہ کا شور لَعۡنَةَ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰذِبِيۡنَ ○

منہ پر جھوٹ بولنا تیرا ہی کام ہے، جاتا کہاں ہے؟ جواب دے یا لاجواب ہونا تسلیم کر، صدر صاحب نے عوام میں جب کھل بل پائی تو کھڑے ہوئے اور تقریر شروع کی، ادھر صدر صاحب نے تقریر شروع کی ادھر مناظر اور لامذہبوں نے کتابوں کی پوٹ کھسکائی خیر یہ ہوئی کہ کسی نے اس سے تعارض نہ کیا، ورنہ خوف فساد تھا۔

تقریر صدر

آخر الامر صدر صاحب نے فرمایا:

حضرات میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ بطفیل سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم مخالف کو شکست اور سخت شکست فاش ہوئی حتی کہ حیاء انسانی نے اُسے یہاں میری اختتامی تقریر تک جمنے اور ٹھہرنے کی بھی اجازت نہ دی۔

اہل جلسہ نے نظر اٹھا کر سٹیج کی طرف دیکھا تو مولوی عبدالمجید بھی غائب غلہ تھے۔

شور ہوا یہ کب گیا کدھر گیا؟

صدر صاحب نے فرمایا کہ آپ میری تقریر سننے میں مشغول ہو جایئے وہ اپنے کام میں، میں نے دیکھا کہ اول تو ایک دو صاحب کے ذریعے شروع تقریر پر انہوں نے کتابوں کی پوٹ چلتی کی تھی اسی اثناء میں مجمع میں سے یہ جادہ جا ہو گئے۔

خیر جانے دیجئے، اب میں چند رائیں پیش کرتا ہوں سب سے اوّل تو یہ کہ لاہور میں یہ پہلا مناظرہ ہے جس میں اس طرح حق وباطل کا روشن انکشاف ہوا، کیا وجہ ہے کہ ہم اپنی فتح پر ایک جلسہ نہ کریں جلسہ کی طرف سے شور۔

ضرور کرنا چاہیے!

میری رائے ہے کہ جلسہ میں حضرات غیر مقلدین کا نتیجہ ہو اور باہر سے بھی عالم بلائے جائیں جلسہ کا شور ضرور، ایک صاحب نے اس رائے سے اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ اس جلسہ کے لئے مولانا محمد یار صاحب سلمہٗ بہاولپوری اور جناب مولانا صاحب کے بڑے بھائی سید ابوالحسنات محمد احمد صاحب الوری کا انتخاب مناسب ہے جلسہ کا شور، بہت مبارک رائے ہے، چنانچہ خاتمہ بخیر ہوا اور حرمین طیبین کا قدم ابن سعود نامسعود سے پاک ہونے کی دعا کر کے بخیر وخوبی جلسہ ختم ہوا۔

اللہ اکبر کے نعروں کے ساتھ

مولانا سید احمد صاحب کا جلوس ان کے دولت کدہ پر پہنچا۔ والحمدللہ رب العالمین○

اطلاع ضروری!

حضرات حقیقت مناظرہ یہ تھی جس کو ساڑے تین ورق میں جھوٹوں کے سچے امام نے چھاپا اور اخیر میں لکھ کر کہ جناب مولانا مولوی سید احمد صاحب نے مناظرہ کے اثناء میں اپنی اخیر تقریر میں کہہ دیا تھا کہ چونکہ میری طبیعت ناساز ہے اور پبلک بھی بوجہ مشغولیت مناظرہ تھکی ہوئی ہے اس لئے میں آج ہی مناظرہ کو ختم کرتا ہوں الی آخرہ لکھ کر آگے چل کر چودھری عبدالکریم صاحب منبر علاقہ وسب انسپکٹر علاقہ جو صدر جلسہ تھی ان پر الزام رکھ کر لکھا کہ اہل حدیث کی طرف سے، اصرار ہوا کہ ابھی باقی مسائل پر مناظرہ نہیں ہوا، مگر صدر چودھری عبدالکریم منبر علاقہ وسب انسپکٹر علاقہ نے کہا کہ آئندہ مناظرہ نہیں ہوگا، تمام شد کر کے اہل سنت والجماعت کے نام سے چھ سات تصدیقی دستخط کروا دئے حالانکہ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ مصدقین

میں سے سوائے ایک شخص کے کوئی اہل سنت والجماعت نہیں کوئی شیعہ کوئی مرزائی پھر شیعہ صاحبان سے جو دریافت کیا تو انہوں نے کہا شکست علانیہ لامذہبوں کو ہوئی ہم کو دھوکہ دے کر ہم سے دستخط لئے چنانچہ ان کا تحریری ثبوت نظر ناظرین ہے۔

مگر

قطع نظر امور بالا کے لامذہبوں کا ایک نیا عقیدہ اور معلوم ہوگیا کہ ان کے زعم میں مرزائی، چکڑالوی، شیعہ وغیرہ سب اہلسنت والجماعت ہیں شیعہ حقیقی اہل سنت والجماعت اس جماعت کو بھی دل میں ضرور سمجھتے ہوں گے جنہیں جماعت بریلویہ لکھا ہے۔

جی تو یہ چاہتا ہے کہ بقیہ دعاوے غیر مقلدین کے جواب بھی اسی مناظرہ میں بغرض افہام عوام نذر کردئے جائیں لیکن اصلی مناظرہ نے ہی پورا حجم اختیار کرلیا لہذا انشاء اللہ العزیز بطفیل سرورانام کسی دوسرے موقعہ پر مفصل بحث پوری تحقیق کے ساتھ پیش کی جائے گی، اب ان عمائدین قلعہ گوجر سنگھ کی تصدیق پیش ناظرین ہے، جو اس مناظرہ میں اوّل سے آخر تک شریک رہے اور ان کے سامنے مناظر فریق مخالف کا وہ حشر ہوا جو جناب کو مطالعہ کتاب سے ظاہر ہوا ہوگا۔

تصدیق اہل قلعہ گوجر سنگ شہر لاہور

مندرجہ مناظرہ جو مابین مقلدین وغیر مقلدین قلعہ گوجر سنگھ میں ہوا تھا ہم تصدیق کرتے ہیں کہ اصل مناظرہ یہی ہے اور غیر مقلدین نے جو شش ورقی حقیقت مناظرہ چھاپ کر عوام کو دھوکہ دیا ہے کہ "وہ ہے"، وہ سراسر طومار کذب کا پہاڑ ہے، اللہ راست گوئی کی توفیق دے۔

دستخط مصدقین

ملک محمد الدین	بابو جان محمد
ملک بدرالدین نمبردار سابقہ رئیس اعظم	بابو چراغ دین
حاجی بدرالدین عطار	چودھری مولا بخش سوداگر چرم
سید محمد علی شاہ امام مسجد	سید رءوف احمد امام مسجد
بابو عبدالرحیم سکہ دار	چودھری عبدالکریم میونسپل کمشنر
منشی رحیم بخش ہیڈ کانسٹیبل	مولوی نظام الدین
سید مظفر حسین ٹیچر اسکول گوالمنڈی	مولوی نور محمد نقشہ نویس

شکریہ از جانب مسلمان قلعہ گوجر سنگھ

ہم حضرت مولانا مولوی سید ابوالبرکات سید احمد صاحب کے تہ دل سے مشکور ہیں کہ انہوں نے ہماری ناچیز استدعاء کو منظور فرما کر غیر مقلدین کو شکست دی اور ہم مذبذبین کو وادی ضلالت سے نکال کر صراط مستقیم پر قائم فرمایا دعا کرتے ہیں کہ خدا مولانا ممدوح کو مع ان کے پدر بزرگوار حضرت استاذ العلماء مولانا مولوی حاجی سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ صاحب مداللہ تعالیٰ ظلہ العالی ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے اور ان کے فیوضات و برکات سے ہم جملہ مسلمانوں کو مستفید فرمائے، آمین ثم آمین بحرمته النبی الامین علیه افضل الصلوۃ واکمل التسلیم والحمد لله رب العلمین۔

خادمان قوم

حاجی بدرالدین عطار مولوی نظام الدین محمد ابراہیم

از قلعہ گوجر سنگھ

دفتر مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور

میں جملہ مذاہب باطلہ وہابیہ نجدیہ دیوبندیہ غیر مقلدین وغیرہ کی تردید میں علماء اہل سنت والجماعت کثرہم اللہ تعالیٰ کی تصانیف وتالیف کا ذخیرہ موجود ہے، جن صاحبان کو اپنے مذہب کی حفاظت اور اغیار کی چالوں اور دھوکہ فریبیوں سے دین وایمان کو بچانا ہو وہ مولانا ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب الوری سے پتہ ذیل پر خط وکتابت کریں اور فہرست رسائل بذریعہ وی پی طلب فرمائیں۔

مسجد وزیر خان لاہور

شجرہ شریف خاندان نقشبندیہ

خداوندا بحق سرور ما — محمد مصطفیٰ پیغمبر ما
بحق حضرت صدیق اکبر — وفا پروردۂ ضمن پیمبر
بحق بحر علم وکانِ احساں — چراغِ محفلِ اصحاب سلماں
بحق قاسم انوار صدیق — حقیقت محرم اسرار صدیق
بحق وارثِ صدیق و حیدر — خطابش صادق و نامت جعفر
بحق بایزید آن غوث بسطام — ز انوارش منور روم تا شام
بحق بوالحسن آں قطب عالم — سخی مرتضی شیخ مکرم
بحق بوعلی پیر طریقت — بہار فقر و عرفان و حقیقت
بحق شیخ ابو یعقوب یوسف — جمال افزائے ارباب تصوف
بحق خواجہ عبد الخالق ما — کلیدِ گنج حکمت کانِ معنی
بحق خواجۂ کو عارف آمد — زسرِ کنتُ کنزاً واقف آمد
بحق خواجہ محمود نامی — ولایت منصبی والا مقامی
بحق کاشفِ انوار عرفاں — علی رامیتنی خواجہ عزیزاں
بحق خواجۂ بابا محمد — مشیخت پایۂ ارشاد مسند
بحق آں کہ نامِ او امیر است — مکمل عارف و کامل فقیر است
بحق خواجۂ حق آشنائی — بہاؤ الدین طریقت پیشوائی
بحق قطب ارشاد زمانہ — علاؤ الدین حقیقت آشیانہ
بحق آں کہ یعقوب است نامش — فروغ دیدۂ عرفاں مقامش
بحق ناصر الدین خواجہ احرار — عبید اللہ نور چشم اخیار

بحق آں کہ زاہد نام دارد شراب معرفت درجام دارد
بحق شاہ معنی خواجہ درویش بحق پیوستہ وآراستہ از خویش
بحق خواجگی کو حق نشاں بود بعالم یادگارِ خواجگاں بود
بحق خواجہ عبد الباقی ما نگاہِ حق نمایش نور آسا
بحق حضرت شیخ مجدد سمی مصطفیٰ عالی محامد
بحق خواجہ مجد الدین معصوم کہ شہرت یافتہ از ہند تا روم
بحق نقشبنداں حجۃ اللہ ابو القاسم علیہ رحمۃ اللہ
بحق آبروے فقر و ارشاد زہے آں قبلۂ اقطاب و افراد
بحق مشرق صبح ولایت ضیاء اللہ پیر با ہدایت
بحق خواجۂ ما شاہ آفاق بفقر اندر علم در معرفت طاق
بحق فضل رحماں قبلۂ جاں کہ نامش می فزاید نورِ ایماں
بحق پیر و مرشد شاہ دیدار کہ آمد وارثِ سلطان ابرار
بحق جملہ پیرانِ طریقت بکن ما را بحق وصلت
بامداد خود او را شاد گرداں گرفتار خود آزاد گرداں
شہود خویش کن مارا کرامت بحال ما فگن چشم عنایت

الٰہی بحق ہمہ اولیاء
نگہدار مارا از رنج وبلاء